

693

پیر بادشاہ ناجیہ شریف



حضرت قبلہ پیر بادشاہ گل حسن صیری
تقشہ بندی قدس سرہ



ناشر :- ناجیہ شاگرد تنظیم
جماعت لواری شریف (سندھ)

ناچیه شاگرد تنظیم جو کتابی سلسلو نمبر ۵

گل

جلد ۲

حضرت قبلہ پیر بادشاہ گل حسن صدیقی نقشبندی

مجددی قدس سرہ لواری شریف



بیو عرس مبارک ۲۷ ذوالقعد مبارک ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۸۴ء

ترتیب: شرف الدین جوٹیجو



پارات: ناچیه شاگرد تنظیم (نشان)

جماعت لواری شریف - سندھ

(سپ حق ۽ واسطا قائم)

53415

نالوڪتاب: پير بادشاه (جلد ٻيو)

مرتب: شرف الدين جوڻيجو

چيائيندڙ: محمد افضل نالپر

پڌري ٿيڻ جي تاريخ ۲۵ - آگسٽ ۱۹۸۴ء

دفعو: پهريون

ڳاڻيٽو: هڪ هزار

هديه: ڏه روپيه

ڪتابت: حنيف

صفحات: هڪ سؤ ستھٺ

ملڻ جو هنڌ

۱- درگاه شريف حضرت قاضي احمد
پوسٽ آفيس قاضي احمد، سکر نوابشاه

۲- بنگلويپاڪ اسلام قلب بنگلہ نمبر ۶۷،
چيسٽنٽ اسٽريٽ، گارجن ايسٽ ڪراچي ۳

دردِ دعوتوں کی، اِھی عم کُرن،

لوارِی جالاڈکا، ویناربت گھرن،

تاراچند چان، قطب چری بی کین سی۔

— میان علامہ احمد بکائی رحمة اللہ علیہ

[حضرت قبا ماما اوليا خواجه محمد سعيد شاه مڪي قدس سره (پنجون نمبر
 سجاده نشين) جن سندن فرزند ارجمند بنا مر حضرت امام العالمين خواجه احمد
 زمان قدس سره (چھون نمبر سجاده نشين) جي شادي مبارڪ جي موقعي
 تي هي شهر مبارڪ چوڻ فرمايو جنهن ۾ پاڻ سندن ايندڙ پوٽي حضرت قبا پير
 بادشاه پير گل حسن شاه جي آمد جي پيشنگوي ڪرڻ فرمائي اٿن]

بهرتاريخ سرور شادي احمد زمان
 جان بهار آمد دل ۾ هر گشت از لب لياپ
 سال تاريخش سعيد از سر بجسته بادعا
 باددرتزو سج برکت گل آمد در جواب

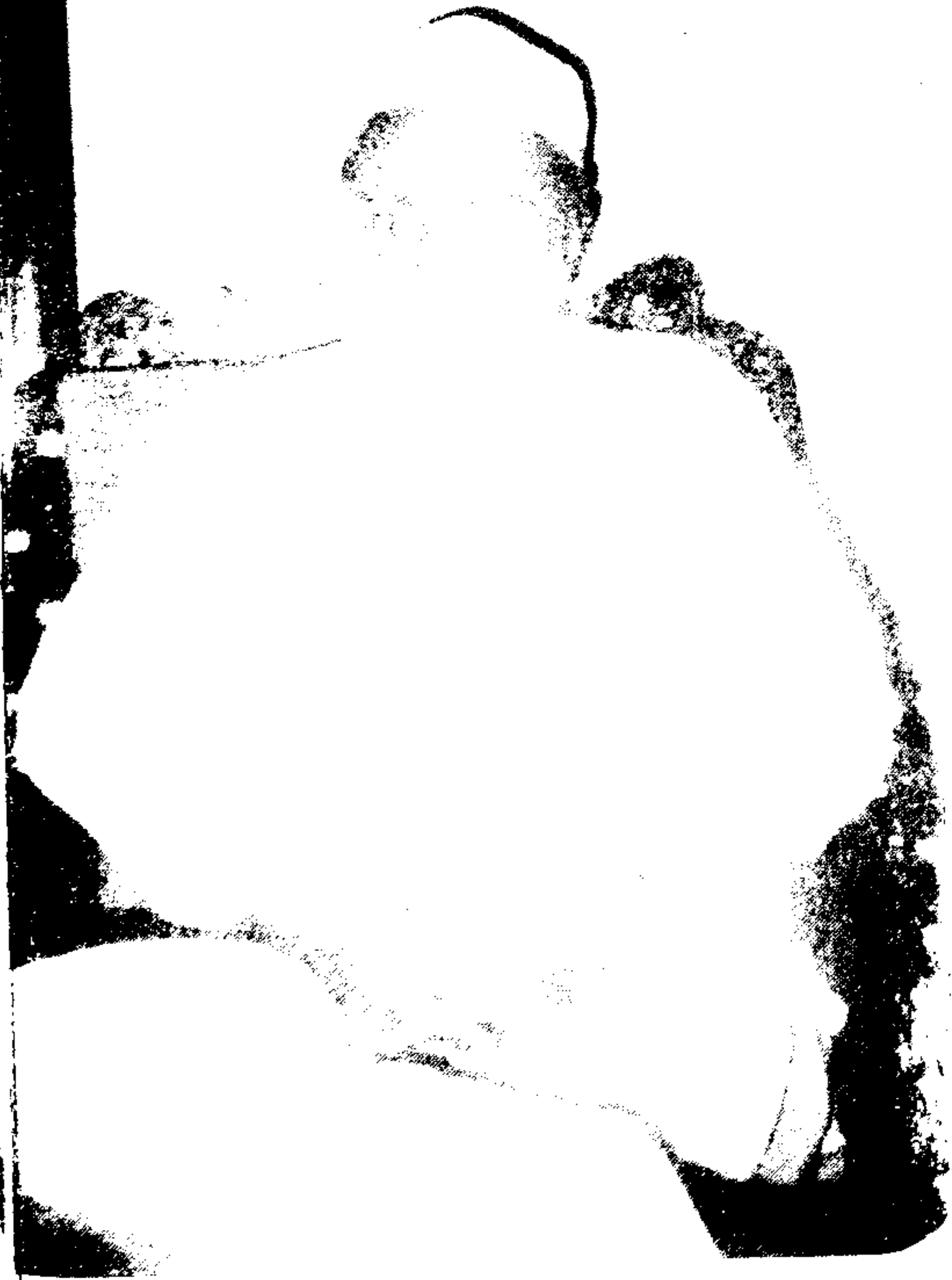
ج
389

مہر حضرت سلطان الاولیاء خاتم الولاہیت خواجہ محمد زمان صدیقی نقشبندی
سرور بانی درگاہ عالیہ لواری شریف۔



حضرت امام العالمین خواجہ پیر احمد زمان قدس سرہ چھوٹ
سجادہ نشین درگاہ عالیہ لواری شریف۔

حضرت قبلہ پیر بادشاہ گل حسن صدیقی نقشبندی قدس سرہ
ستون سجادہ نشین درگاہ عالیہ لواری شریف



حضرت قبلہ پیر فیض محمد نقشبندی موجودہ
سجادہ نشین درگاہ عالیہ لوہاری شریف



سَلِّ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عزوتها احسان الامالك مولیٰ العزيم جاجنه پنهجن

عاجز بانهن کي توفيق بخشى جن لو اري جي لانا نبي لال منهنجي مرشد منهنجي آقا سيدنا و
مرشدنا قطب الاقطاب غوث الاعيان حضرت قبله پير بادشاه خواجه پير گل حسن

صاحب مدني نقشبندى مجددى قدس سره الاقدس جن جي بي ورسى مبارک

تي وڌي محنت ۽ ڪوشش وٺي هي ڪتاب مبارک پير بادشاه حصو

پيو چيار ٽي پڌرو ڪيو آهي. ان لاءِ مبارڪباد جا مستحق آهن،

اهي ۽ جن محترم معزز شخصيتن هن ڪتاب مبارک حضرت جن

لاءِ پنهنجي پنهنجي حال ۽ حالت ۾ قميندڙن آهن. دي گهرندڙ آهن ان

مهربان مٿي سڀني ننڍڙن ۽ پڙهندڙن هن مبارڪ ڪتاب جيڪي پڙهن،

خاص رهنمائي ۽ برڪتن لاءِ لاهن. آمين.

حاجت لاري شريف جيڪي ان پير زور عهد بيت لکڙ لاءِ مبارڪ

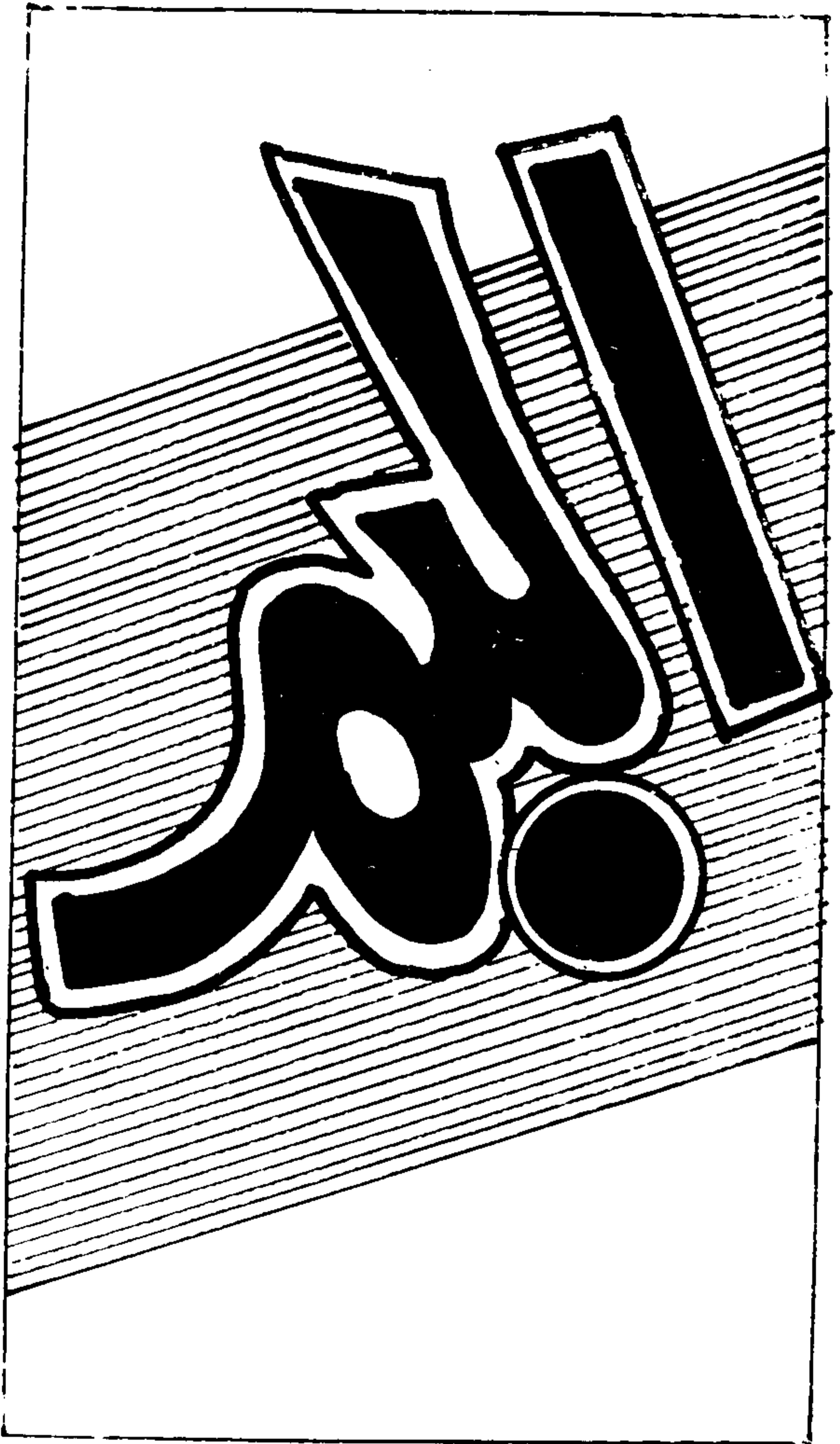
حضرت قبله پير بادشاه جن جي ارشاد مطابق شريعت پاڪ ۽ طريقت پاڪ تي سمجهي

پاڻڊرهن تان ته حضرت سلطان الاوليا و لير جي بادشاه جي خوشنودي حاصل ڪن ۽ ديني

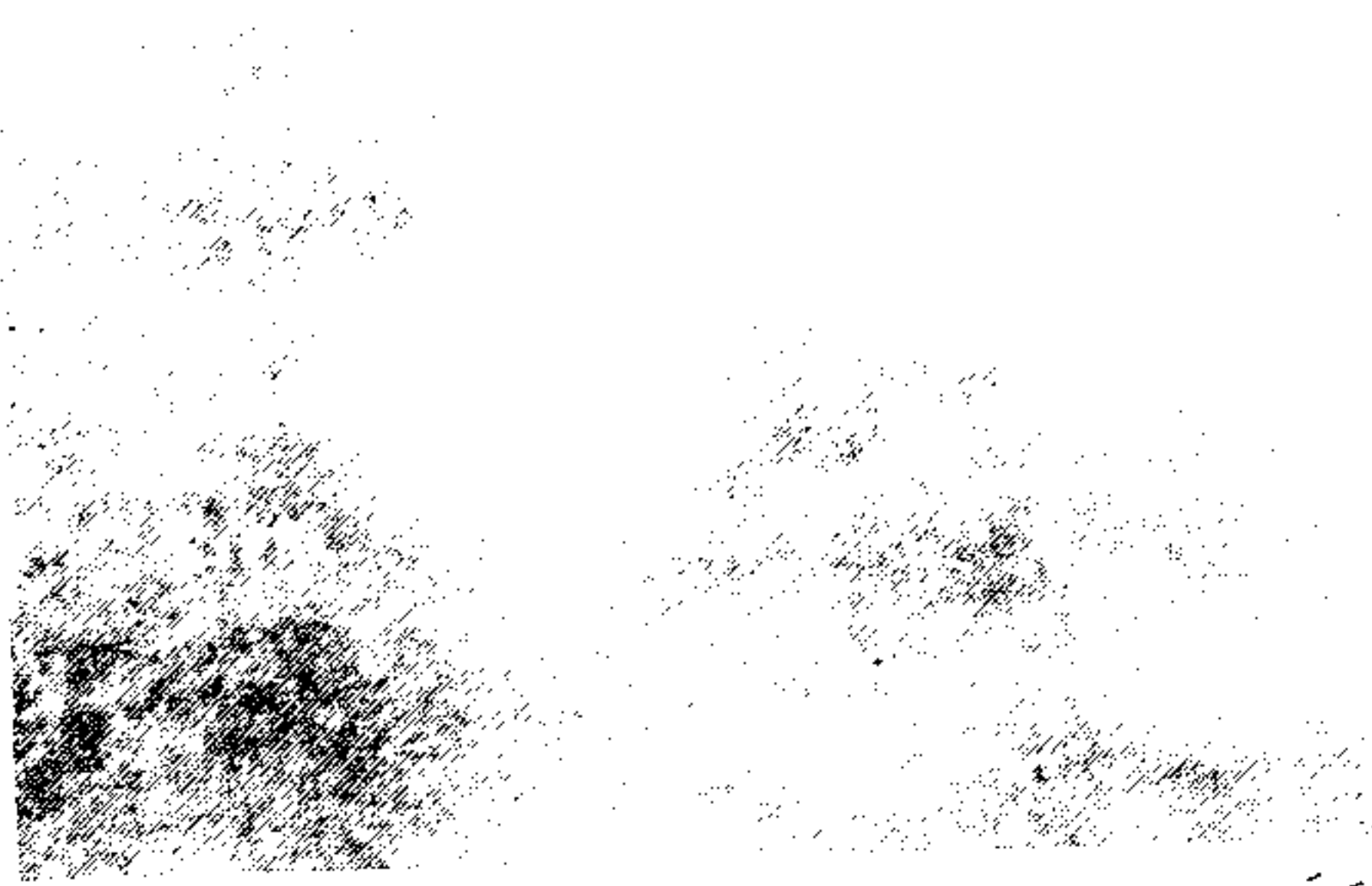
آخري ۾ سرفراز ٿين.

والله المستعان وعليه التكلان

فيض محمد نقشبندى مجددي







حصہ قبلہ پیر بادشاہ جز مصر میں ہو لہور جی مجسمی جی
پیرسان سراہی پیر بخشش ہا سٹماہی آف کڈ جھڈ و سز ند

قندپير بادشاه مهروم هي باغ م خانصاحب عبد رحمن

عرف بخشو عهه مقامی ناشدی سازگد



پیرباد شاہ جن قاهرہ میں تنظیم شیخان المسلمین و ارب سنان گزاد دعوت پر سناہ ہوں و بیٹل محمد صالح حرب صدر جمعیت شیخان المسلمین
سندس سعی طرف پیر باد شاہ ایضاً صاحب عبد الرحمن عسرف بخش و نظر اچی رہیا آهن۔



حضرت پیر بادشاہ وادی کغانہ ہیک مقامی شہری
پر سرائی پیر بخشہا ستمائی سان گد۔

حضرت پیر بادشاہ دین علی عظیمی نے مرحومہ کی مرحومہ کے مرحومہ کو مولیٰ عبد السلام
بدریوفیہ کے بین علماء و صکر ام رسان گذارھی یادگار تصویر۔

حضرت پير بادشاه جن ھارون ميان قادواني ڪراچي واري جي گھر دعوت
پر تصوير سڃي طرف ھارون ميان قادواني (موجوده صدر مئنيجنگ
ڪميٽي جماعت لواري شريف) کي طرف علامه نبي ولد ھارون ميان نظر
چي، ھي آھن۔



حضرت پیر بادشاہ شہنشاہ شہزادہ محمد سعید شاہ

S3415



ڪنوڀر ۱۹۶۶ء ۾ لواري شريف ۾ عرس مبارڪ جي موقعي تي حضرت پير بادشاهه جن
 حمايت سان گڏ نماز پڙهي، هيا آهن سندن کپي طرف موجوده سجاده نشين نظر
 ٿي رهيا آهن. پس منظر ۾، وقت مبارڪ نظر اچي، هيو آهي.

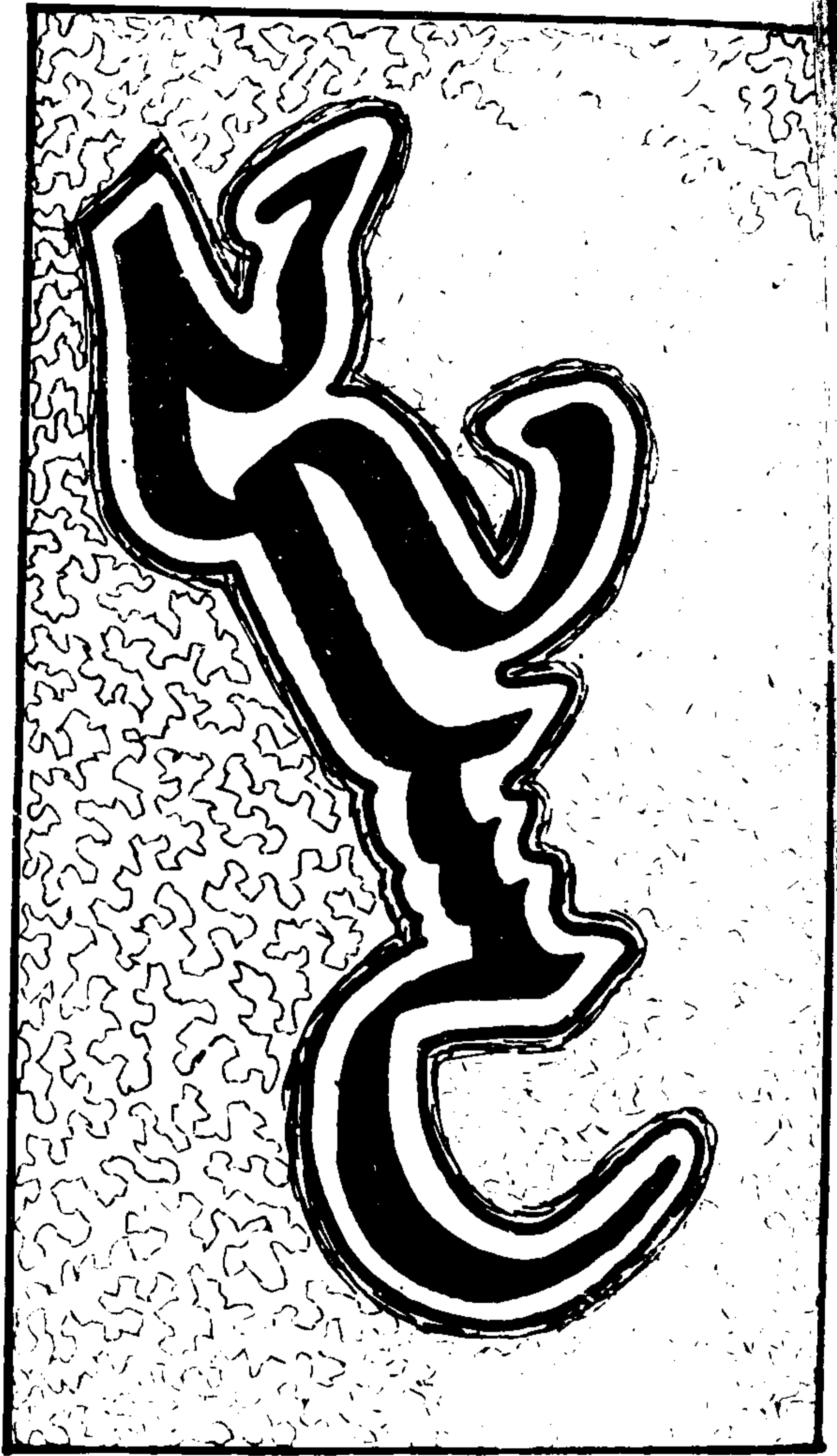
ج ۲ ۷ ا ر

آڪٽوبر ۱۹۶۶ء ۾ عرس مبارڪ جي موقعي تي سيد قراقرآن حوايي دوران
ٿيل ۾ (ڪاپي کان) محمد چنل لائبري صاحب ۽ قاضي محمد اشرف
صاحب موجوده سجاده نشين جن، پير غلام مصطفيٰ
قاضي احمد وارو نمايان نظارو چي، رهيا آهن۔



حضرت پیر بادشاہ جن آفریقہ امان آیل سند نہ ہک مرید نور محمد

وند سی عبد اللہ سان گڈ کراچی میر ۲۱ جنوری ۱۹۸۲ء



حضرت قبلہ کی یاد تازہ کرنے کی ذاتی تحریر مان کجہ جامعہ
ہیٹھین قلمی مطابقت میں آتا۔

عکس نمبر ۱۰۔ سندن مانی خط حضرت قبلہ پر اس وقت لکھا گیا تھا کہ قدس سرہ کا رابر
میں (میں نے) سندن مانی خط کو پڑھا اور اس میں حضرت قبلہ کی طرف سے سوالیہ جواب مرحوم
ذاتی تحریر میں خط لکھا گیا ہے (۱۹۳۵ء)

عکس نمبر ۳۔ سندن مانی خط سوالیہ جوابی ذاتی تحریر خط ۱۹۰ مئی ۱۹۳۵ء

عکس نمبر ۴۔ سندن یادداشت مرحوم کے حوالے سے

عکس نمبر ۵۔ موجودہ سجادہ نشین حضرت قبلہ پر فیض محمد نقشبندی
مجددی جن ذاتی تحریر لکھا گیا جو نومو ۱۶۔ دسمبر ۱۹۴۹ء

عکس نمبر ۶۔ موجودہ سجادہ نشین ذاتی تحریر لکھا گیا (۵ جولائی ۱۹۵۲ء)

عکس نمبر ۷۔ موجودہ سجادہ نشین ذاتی تحریر لکھا گیا (۱۵ اگست ۱۹۵۳ء)

عکس نمبر ۸۔ موجودہ سجادہ نشین ذاتی تحریر لکھا گیا (۱۹۵۶ء)

عکس نمبر ۱۰۔ ۹۔ خط لکھیا مکہ مودتہ انہن

عکس نمبر ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ مکہ نوجوانوں کی ذاتی تحریر

۱۲۱ - در خصوص...
 حال...
 ...
 ...
 ...
 ...
 ...
 ...
 ...

بیت اللہ اسلامیہ

بیت اللہ اسلامیہ

~~بیت اللہ اسلامیہ~~

~~بیت اللہ اسلامیہ~~

بیت اللہ اسلامیہ

۶

بیت اللہ اسلامیہ

ب۔ کہم دوست محترم ماہی حاجی قبول

لسلام علیک وعلیک الرحمۃ والبرکات والرضوان

علوم انجیم مسن بخش مجھ ایل و عیال کراچی نہایت سوکرا

کچھ جو تہ سائے بننے میں شجہ وقت اے تھکنہ و جی پی پی پی

اسان بی جاہ تی ایاھوا - تمہ غور نہ اکل اچھے اچھے سوس

کھلے باہایان بوہایان گونہ تو جو مویں پی حکم دینے

ماریون دئی دیو اچھے - تو سہان حال انہاں

لکھنوارھ تو رسم کار پختگی ساں بو

فقط پیہ کا حتمین عدالتی

۱۹

سجاد کراچی انجمن احمکھو و غ۔ جی دفعہ سازش ماگتھی
انجمن وقت میں میان لکھ سار سکا آتی و غیر میں لکھو

جی قلم میں
ذال جی نرائی ادا صاحب عظیم میل کئی جی عصاب۔ جی تعمیر
کراچی لکھ سیرا پور پور سید ذالود جی بہ دود ذالود

سجاد کراچی
والد صاحب جی دفاتر جی تعمیر شروع ہو چکے
میں میر غلام علی خان قبول کراچی جو موٹر میں
وہیں اطلاع کراچی

کچھ جی جی عصاب۔ جو معاملہ شروع ہو رہا ہے
دائریہ کراچی میں آئی دیا

اعلیٰ معاملہ کراچی میں آئی جی عصاب۔ صلح کراچی
نیا کراچی معاملہ کراچی میں۔ نیا کراچی معاملہ کراچی
نیا کراچی میں کراچی میں کراچی میں۔ کراچی میں
میر غلام علی خان کراچی میں کراچی میں کراچی میں
کراچی میں کراچی میں کراچی میں کراچی میں
کراچی میں کراچی میں کراچی میں کراچی میں

حبیب مکرم دوست محترم پیر صاحب دماغی
ماستر کثیر محمد توہان دست اپنی تو احوال رو برو کند و توہین
کندس مدد کند اجتناب کندس حکم کندس رفقی موصوب
تس فقط پیر طرسن صدیقی

Dr. [Redacted] Luau.

Garden Quarters,
KARACHI.

Date 5-7-1977

حبیب مکرم دوست محترم میاں سعید احمد
السلام علیکم
معلم تہذیب اللہ بی پو کثیر پو اسان دست آ رہو کندس چون
اسکچہ تہذیب نشی حساب کتاب علی مراد کثیر پو ڈاکٹر
سعید پو کندس چون صورت توہان جو والد صاحب کندس
و علی مراد کثیر پو جنی مسائل جو فیصلہ کریں جو شخص لگا
تو معائنہ سچن ہی والد کی جو تہذیب نشی ڈاکٹر کی کو راہی
مسئلہ کندس مسائل جو فیصلہ کریں - صرف دیکر

صیب مکرم دوست محترم میان زمین مکرم

السلام علیکم

میان مثل جون گئون پوری تھی دہل اکھن سن لاء تو جان میان علی کو

ارتھ کی چکی طرح تا حد سبدا تہ میان مثل کی مال و سزا تھی

دہلی جو کس پور سبیل کسے - حضرت سیر مل کس صدق سیر مل کس

15 - 8 - 53



دراختی مافی احمد - تعلقہ لکھنؤ
ضلع توبہ ٹیک سنگھ

P.O. Tari Ahmad

مبارک اور اہم مکان - العلم علیکم

ترمان جو ضلع لکیو ترکان صوبہ پنجاب اور عمان جی یا جو عبوالعزت

سویڈی پرنٹرز جو سوال پپر پر عبوالعزت جی قریب بارہ ماہ

کرن پرنٹرز جو سوال پپر پر عبوالعزت جی قریب بارہ ماہ

پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ

پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ

پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ

پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ

پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ

پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ

پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ

پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ

پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ

پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ پانچ ماہ

لوگوں کی تشہیر اساتذہ اور اہل فضل و کمال کے
باقی اوصاف کی پوری سائنسوں میں پائی جاتی ہے اور یہاں
پڑاؤ پڑاؤ کے بعد جو ملکوں کے پرانے کتب خانوں میں موجود ہیں ان سے
آپ کو اس کی اطلاع ہو سکتی ہے اور یہ بھی پتہ چلا ہے کہ
اس کے بارے میں کچھ اور بھی پتہ چلا ہے۔ یہ سب لکھنا
بہت ہی دشوار ہے اور میں نے اس میں کئی دنوں کی محنت
لی ہے۔ اس کے بارے میں کئی اور بھی کتب ہیں اور یہ سب
میں نے پڑھا ہے۔ اس کے بارے میں کئی اور بھی کتب ہیں
اور یہ سب میں نے پڑھا ہے۔ اس کے بارے میں کئی اور بھی
کتب ہیں اور یہ سب میں نے پڑھا ہے۔ اس کے بارے میں
کئی اور بھی کتب ہیں اور یہ سب میں نے پڑھا ہے۔
اس کے بارے میں کئی اور بھی کتب ہیں اور یہ سب
میں نے پڑھا ہے۔ اس کے بارے میں کئی اور بھی
کتب ہیں اور یہ سب میں نے پڑھا ہے۔ اس کے بارے
میں کئی اور بھی کتب ہیں اور یہ سب میں نے
پڑھا ہے۔ اس کے بارے میں کئی اور بھی کتب ہیں
اور یہ سب میں نے پڑھا ہے۔ اس کے بارے میں
کئی اور بھی کتب ہیں اور یہ سب میں نے پڑھا ہے۔

و در هر در معانی حی که در سبب رسیده کلیل کمن
 ایستادن سحر و جادو را بیدار کند بالذکر سنگی که در معانی
 در این دین تری جماعتی عادت آگهی آتش
 دین در دین آگهی تیر بر باد سنا نه بر آگهی آگهی
 بود ~~از آنکه~~ ^{صورت تاتار ادعا} ^{صورت تاتار ادعا} ^{صورت تاتار ادعا} ^{صورت تاتار ادعا} ^{صورت تاتار ادعا}

بودم زینا بیدار بود ایستادن کلیل کمن
 ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن
 ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن
 ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن
 ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن
 ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن

ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن
 ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن
 ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن
 ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن
 ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن
 ایستادن کلیل کمن ایستادن کلیل کمن

حوا بیان کیا ہوں ، ہر دور میں حال اس طرح ہوا ہے کہ
 کچھ کچھ ۔ ہاں وہاں لوگوں نے جو وہاں ہو رہا ہے وہاں ہوا ہے
 ہاں تو اس کے ساتھ ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہاں ہوا ہے
 خدا مال دے تو کچھ اللہ ہی ہے ۔ ہاں تو اس کے ساتھ ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہاں ہوا ہے

کفر الہی

ان کے لیے جو خدا فرماتا ہے تو وہ اس کے ساتھ ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہاں ہوا ہے
 خدا ہی ہے وہی ہے جو وہاں ہوا ہے
 خدا تو اس کے ساتھ ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہاں ہوا ہے
 جو سند ہے کہ وہاں ہوا ہے
 ان کے لیے وہاں ہوا ہے کہ وہاں ہوا ہے
 وہاں ہوا ہے کہ وہاں ہوا ہے
 وہاں ہوا ہے کہ وہاں ہوا ہے
 وہاں ہوا ہے کہ وہاں ہوا ہے
 وہاں ہوا ہے کہ وہاں ہوا ہے
 وہاں ہوا ہے کہ وہاں ہوا ہے
 وہاں ہوا ہے کہ وہاں ہوا ہے
 وہاں ہوا ہے کہ وہاں ہوا ہے

بادوام و تامل مکرر در این نظم و آراء و عقاید
 اخلاقی و سیاسی و اجتماعی و اقتصادی و علمی و ادبی
 آید و در این صورت در وقت لازم و ضرورت
 نیز بر آن دست نهاده و در وقت لازم و ضرورت
 نیز بر آن دست نهاده و در وقت لازم و ضرورت

در این صورت در وقت لازم و ضرورت
 نیز بر آن دست نهاده و در وقت لازم و ضرورت
 نیز بر آن دست نهاده و در وقت لازم و ضرورت

در این صورت در وقت لازم و ضرورت
 نیز بر آن دست نهاده و در وقت لازم و ضرورت
 نیز بر آن دست نهاده و در وقت لازم و ضرورت

حضرت پير بادشاه جن جو تحريرون جن جا عڪس ڏنل آهن تن مان
ڪجهه هيڏي باقي تحريرون هت پيش ڪجن ٿيون.

جيب مڪرم ما ما حاجي قبول

السلام عليك و عليك الرحمة

معلوم ته هتي هر طرح خيرا آهي. خيريت توهان جي گهريل. حال احوال جيڪي به هجي سو مفصل لکيو. هتي جو حال حسب معمول آهي اڃا تائين سعيد ۽ عبداللطيف اسان جي گهر آيا هئا پير محمد حسن بخش اچيو آهي. جو ته سبزم ۽ نڪند و مون کي هتي احوال پهچي چڪو آهي ته محمد محفوظ جو سان اچي وڙهيو هو تنهن کي اندر وٺي طرح حوشي حق بخش جي هئي ته مون ۽ عيب اچي و هاري ۽ مون ڪمزور ڪري چالاڪ هو مون تي آيو و هارن گهرن ٿا تون هنن ماڻهن کان پوري طرح خبردار رهڻ ۽ ڪوبه ماڻهو ان جي طرف جو بهتر آهي ته پنهنجي ڪم ڪار ۾ بلڪل نه رکڻ اهو جيڪڏهن ڪارزمينات جي متعلق هجي ته اوهين غيبن کان ڪرايو هتي اسان جا ماڻهن اسان جا دشمن آهن انهن مان ڪونه ڪو نقصان ٿي ٿيندو. انهن ماڻهن ڪا به رعايت نه رکجو انهن ماڻهن جي زبان هڪڙي ۽ ٻي ٻي خراب آهي ۽ بي اعتبار آهن.

فقط پير گل حسن صديقي

انهن جي طرف جي ماڻهن جو اوهين ڪوبه لحاظ نه رکجو

۹ مئي ۱۹۳۵ء

سلامان طرف اندر والده صاحبه جي.

جیپ مکرم دوست محترم ماما حاجی قیبول
السلام عليك و عليك الرحمة والبرکات والرضوان

معلوماتہ اچ پیر حسن بخشش بمعہ اہل و عیال کراچی بندریعہ
موترا آئیو آھی جو تہ سائی بنکلی مر کجھ وقت لاء نکندو۔ اچ اھی سب
اسان جی جاء تی آیا ہوا۔ محمد محفوظ بہ آیل آھی آء سانس کالہایان
پولہایان کونہ ٹومون کی گھر وینی کار یون ڈئی ویو آھی۔ توہان حال احوال
لکندا اس هجو کم کار پنختگی سان کجھو۔

فقط پیر گل حسن صدیقی

۱۹ مئی ۱۹۳۵ء

حضرت پير بادشاه جن جي تحريرو جو هڪ صفحو

شادي راقم الحروف جي هڪ سازش ماتحتي تي انهن وقت ۾ ميان احمد

سان شڪارتي وڃڻ ۾ گفتگو پير محفوظ جي ظاهر ٿي .

نال جي مرڻ تي اوهان اسڪيم فيلڊ تي بي بي عنايت کي جهيٽو ڪرائڻ لاءِ

سپيراڊيو ويو ۽ ننڍي والده کي به وڏي والده شامل نه ٿي .

والد صاحب جي وفات تي جهيٽو شروع ٿيو جنهن ۾ مير غلام علي شتون

قبول ڪرڻ جو موٽو ويني اعلان ڪيو .

پهرين بي بي عنايت جو معاملو شروع ٿيو پوءِ مير صاحب ڊائريڪٽ

ميدان ۾ اچي ويا .

اڳي هو معاملو هلندو هليو آخري بي بي عنايت صلح ڪيو نياڻي جي معاملو

شروع ٿيو . نياڻي جي معاملو ۾ نانا امي ٿي . ميرن سان آخر صلح ٿيو . بعد ۾ مير غلام

علي سان ٺاه ڪيو ان ۾ پير حسن بخش جي به ڪالهه آڻي پير حسن بخش انجام ڪري

پوءِ ڦٽي ويو .

میان ابراهیم مکائی السلام علیکم

توھان جو خط ملیو توھان جو ۷ اوھان جي پيءُ عبد اللطيف جي جھڳڙه
 و احوال پڙھيو اوھان جي خط مان معلوم ٿو ٿئي تہ اوھان ٽن سالن جي پٽ جو
 گڏو پڻھن جي پيءُ جي ۸ سالن جي چوڪري سان ڪرايو آھي بلڪل غلط ۽
 نڏ ڪم ڪيو اٿو. اوھان جو پيءُ عبد اللطيف اگر پڻھنجي نياڻين کي نوڪري ڪرائي
 وٽہ اسين ھت ڪراچي ۾ ڏسون تاتہ وڏن چوٽي جي ماڻھن جون ڏيون بہ
 نوڪريون ڪن پيون اچ ڪلھ سڌريل انسانن ۾ نرالون ۽ مٿس ڏنڏن تي
 آھن باقي فقط جي بلڪل پوئتي ۽ جاھل ماڻھو آھن انھن ۾ نرالون
 گھڻو زندگي ماني پچا سڙ ۽ پھار وڌي ۽ جنڊ پيھڻ جي زندگي ۽
 مٿس سس ۽ سھري جي موجڙي ھيٺ، ھي زندگي بسر ڪن ٿيون
 انھين ڳالھ ۾ اگر اوھان جي پيءُ جون ڏيون نوڪري ڪن تہ اسان جو اعتراض
 نہ آھي باقي اوھان کي ۳ ٽي سالن جي پٽ کي ۸ سالن جي چوڪري جو مڱو
 ڪرائڻ نہ ڪيندو ھو ۽ اسان جو اندازو آھي تہ اھڙا معاملہ اڪثر خراب ٿيندا آھن
 مگر افسوس آھي تہ اوھين ٻڌي جي ٻڌ، سمن ۾ ڦاٿا پيا آھيو ۽ انھين

بدی یعنی ڌي وٺ جي شادي بابت حضرت رسول خدا ﷺ منع ڪئي آهي مگر اوهين
 ان تي عمل نه ٿا ڪريون هڪڙو ته شادي ڪندا پنهنجي ويجهي عزيزن ۾ جا ڪن
 ناکامياب ٿيندي آهي ۽ فساد ٿيندا آهن پيو بدی یعنی ڌي وٺ سان جنهن لاءِ حضرت
 رسول خدا ﷺ منع ڪئي. ٽيون وري ننڍن ٻارن جون وڏن ٻارن سان هاڻي اسين اوهان کي
 وڌيڪ چاچئون سواءِ ان جي خدا اوهان کي عقل عطا ڪري ته اهڙا غلط ڪم نه ڪريو
 اڄ ڪلهه شادي ۾ ناانفريقي ڪري طلاق جي رسم به عام ٿيندي وڃي اوهان جا
 فقط مڱڻا. وڌيڪ اوهان جي لاءِ سڀ رسا کليل آهن اسان پنهنجو رايو
 تان کي سگهون جو اسان جي راءِ ڌيڻ تي جماعت جي عادت آهي ته ڏيندو وڌيندو
 آهن ته پير بادشاهه جو آرد آهي جيئن خود چئو تاهه اوهان جي پاءُ چيو ته
 پير بادشاهه جو حڪم آهي ته دين کان نوڪري ڪراءِ. اسان کي پوري طرح پاءُ
 نه آهي مگر اکر ڪنهن پيو هوندو ته اسان جواب ڏنو هوندو ته نوڪري ڪرڻ
 ۾ ڪو خرچ ڪهه بهين باقي ڪهڙي نوڪري ان جو فيصلو ڏراي خود ڪرڻو آهي ته
 ڪهڙي مناسب ٿيندي باقي ان ڄاڻهه کي وري اسان جو حڪم آهي ته نوڪري
 تي دين کي موڪل ايهو اوهان جي پاءُ کي چوڻ مناسب نه هو. وڌيڪ گهر
 معاملن ۾ اسين حڪم نه ڪندا آهيون مگر جيڪا شي خراب آهي اها چوندا
 سين ته هي حڪم بي واجب آهي.

حضرت پير بادشاہ جن جو ھڪ نوجوان دست دانھن

لکيل خط

السلام عليڪم - توهان جي ملاقات ۾ معلوم ٿيو ته اوهان جا خيالات مذهبي ٿي رهيا آهن - تنهن لاءِ اسان کي خوشي ٿي جو نوجوانن ۾ اڄ ڪلهه مذهب کان مخالفت جو رجحان وڌي رهيو آهي - ان کان اوهين دور آهيو ۽ مذهب ۾ پوري دلچسپي ٿا وٺو -

برادر صاحب اوهان جي اها ڳالهه ٻڌي حيرت لڳي ته اوهين پنهنجي جسم کي ڪمزور بنائڻ جي خيال ۾ آهيو - حالانڪه حضرت نبي ڪريم صلي الله عليه وسلم جي حديث آهي المومن القوي خير من واهب الى الله من المومن الضعيف رواه مسلم جي روايت آهي ته الله تعالى وٽ طاقتور مومن ڪمزور مومن کان وڌيڪ محبوب آهي -

اهڙي طرح ڪاروبار ڪري اکر ماڻهو

ترقي ڪري ٿو ۽ دولت مند بنجي وڃي ٿو ته اهو به خراب نه آهي جو احمد ۽ نسائي جي روايت آهي ته ابو الابرص پنهنجي جي والد کان روايت ڪئي ته آءُ حضرت رسول الله صلي الله عليه وسلم جي خدمت ۾

حاضر تيس منهنجا ڪيترابڪل سادو هو پاڻ پيچيائون ته تووت مال
 آهي مون جواب ڏنو ته هاڻوسپ ڪجهه آهي. پاڻ فرمايائون ته ڪه
 مال مون چيو ته هر قسم جو مال ان کي ڏي ڪا به ڪري گهوڙا غلام ۽ ٻانهي
 پاڻ فرمايائون ته توي خدا مال ڏنو آهي ته الله جي نعمت ۽ بزرگي جي
 اثرنهن جي جسم تي ظاهر ٿيڻ گهرجي.

قرآن شريف ۾ خدا فرمائي ٿو ته ان الله يرزق من يشاء بغير
 حساب خدا جنهن کي چاهي ٿو ته بي حساب رزق ڏئي ٿو.

خدا قرآن شريف ۾ فرمائي ٿو ته اي مومنو خدا هين جمع جي نما
 جو سد ٿئي ته ڊوڙو الله جي ياد ڪري لاءِ ۽ واپار کي ڇڏي ڏيو ايه
 اوهان لاءِ بهتر آهي اگراوهين سمجهو تاءِ خدا هين نماز ختم
 ٿئي ته زمين ۾ پڪڙجي ويو ۽ خدا جي فضل جي طلب ڪريو ۽ خدا کي
 ڪثرت سان ياد ڪريو. ان مان ظاهر آهي ته جمع جي نماز کان پوءِ وڃي
 ڪاروبار ۽ ڌنڌي کي لڳو ائين نه آهي ته خدا جي ياد ۾ ويهي
 ڌنڌو روتو ڪار ٿئي ڪري ڇڏيو.

چيست دنيا ان خدا غافل شدن

نئے قماش و نمره فرزند زن

دنياها آهي ته خدا کان غافل ٿئي ائين نه آهي ته.....

جراهره چانري نزال ۽ اولاد و نئس نه هجي

اگراوهان ان خيال ۾ آهيو ته پنهنجي بدن کي ڪمزور بنايو وڃي

ته اوهين ڏسو اسلام جي هين شروع ٿيو ته حضرت امير حمزه ۽ حضرت علي

۽ ٻيا ڪيترائي پهلوان پيدا ٿيا جن ڪيتريون وڏيون ڪاميابيون ڪيون ۽
 جنگيون ڪري سڄو اتر آفريڪا اسپين اڪثر حصه اتر ايشيا جو ترار جي
 زور تي فتح ڪيو ۽ سنڌ به قبضه ۾ ڪئي ڇا اهي شمشير باز آهن جي
 خيال موجب بکون عيدي بدن ڪمزور ڪرڻ وارو اهو ڇا حضرت امير
 عثمان ان وقت جا هڪ ڪروڙ ٽيڙي واپاري نه هون ۽ جنگن ۾ پيسه جي
 وڏي مدد نه ڪندا هون قرآن شريف جي آيت جانماز جي آخر ۾ پڙهي
 آهي۔

ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة و
 قناع عذاب النار يعني اي پروردگار اسان جي دنيا چڱي ڪر اسان جي
 آخرت چڱي ڪر ۽ اسان کي باه جي عذاب کان بچاء
 ڇا حضرت دائود کي عالیشان حڪومت خدا جي مهرباني سان
 نه ملي ڇا سندس فرزند حضرت سليمان کي جنن ۽ انسانن تي حڪومت
 نه ملي۔

ذسو حضرت سليمان جي دعا قرآن شريف ۾ سورہ جن
 قال رب اغفر لي وهب لي ملكا لا ينبغي لاحد من بعدي
 انك انت الوهاب۔ اي پروردگار مون کي معاف ڪر ۽ مون کي
 حڪومت عطا ڪر جو ڪوبه مون کان پوءِ اهڙو نه ٿئي تحقيق
 تون بخشش ڪندڙ آهين۔ ذسو پيغمبرن به حڪومت جون دعائون
 گهريون دنيا جي ترقي لاءِ ڪوشش ڪرڻ هر مومن جو فرض آهي
 ۽ ان سان گڏ آخرت جو به خيال رکڻو آهي۔ اڳ انسان دنيا جي

ڪوشش نه ڪري ها ته هن وقت ان حالت ۾ هجي ها لڳا استون
 ايج ۾ ۱۸۰۰ ۾ جي ماڻهن جي هئي ۽ ۱۸۴۰ ۾ وينا هو اڌ سو
 انهن ڪيتري ترقي ڪري هاڻي ڇڏي به ماڻهو لاڏاڻا آهن جڏهن عربن
 ترقي ڪرڻ شروع ڪئي ته اسپين ۾ مدرسا کوليا. جتي سڄي يورپ جا
 طالب علم اچي عربن کان علم سکندا هئا پوءِ آهسته آهسته جڏهن
 عرب ڪمزور ٿيا ته يورپين تقريباً سڄي دنيا تي غالب ٿي ويا. اسلام اسان کي
 سڀاري ٿو ته اوهن طاقتور ٿيو ان مان مطلب فقط جسم جي طاقت جو نه وڻڻ
 کپي پر جسماني اقتصادي ۽ علم وغيره جيڪي به خوبيون دنيا ۾ آهن تن جي
 حاصل ڪرڻ جي ڪوشش ڪرڻ کپي -

هيٺيون حديثون پڙهو
 اعمل لدنيا كانك تعيش ابدا و اعمل لاخرتك فانك
 تموت عدا - پنهنجي دنيا جي لاءِ اهڙي طرح ڪماء جو ڇڻڻ هميشه
 جيئرو رهين ۽ پنهنجي آخره لاءِ اهڙي طرح ڪماء جو ڇڻڻ سڀاڻي مرندي.
 التمسوا الرزق في خبايا الامم فان الله يحب معالي الامور
 و اشرافها و يكره دنيها و سذاهها.

ترمين جي لڪل هنڌن مان رزق حاصل ڪريو. تحقيق الله بلند
 ۽ شريف ڪم کي پيارو ڪري ٿو ۽ اڌي ۽ ذليل ڪم کي ناپسند ڪري ٿو.

حاصل ڪلام ته اسلام جي تعليم موجب اسان کي هم نموني جي
 ترقي لاءِ ڪوشش ڪرڻ کپي چاهي باڊي بلڊنگ يا دولت حاصل ڪرڻ
 يا سائنس حاصل ڪرڻ يا ڪوبه اهڙو ڪم جنهن مان ٻين کي فائدو پهچائي
 مڪه جي حديث آهي خير الناس من ينفع الناس چڱو ماڻهو اهو آهي

جوپن کي فائدہ پهچائي ايهاته پڌ مذهب جي تعليم آهي ته جيئن بتت جالاما
 مڙهين پڻ ويناخذ اچي عبادت ڪندا هئا. ۽ بلڪل بيڪار هوندا هئا پوءِ
 عوامي حڪومت چين انهن مڙهين مان کين ڪڍي ترقي جي ڪمن تي لڳايو
 اکر منهنجي خيالن تي اوهان جو اعتراض هجي ته بلا حجاب نڪي موڪليندا.
 ان ۾ ڪوبه شڪ نه آهي ته اسلام جي تعليم موجب نماز و نذر و حج زڪوٰت
 هر مسلم تي فرض آهي مگر ان سان ايهو مطلب نه ٿو نڪري ته دنيا جا ڪم
 ڇڏي ڏي ته پوءِ ته اهو هڪ بيڪار ثابت ٿيندو.

حضرت پیر باد شاہ جن طرفان بہ اشتہار مبارک عام و خاص
لائے جاری کیا و یا ہٹا جن جو نقل ہت پیش کجی تو۔

۷۸۶ کُل

سڀني مومنن جماعت ناجيه جي ماڻهن کي اطلاع ڏنو ٿو وڃي ته لنواري شريف
۾ بتاريخ ۹-۱۰ ذوالحجج هميشه وانگر ڳڏائين۔ جواهي ڏينهن رحمت
وارا آهن۔

پير گل حسن صديقي

پير لواري۔ ڪارڊن ڪوارٽر۔ ڪراچي

۷۸۶ کُل

درگاه لواري شريف تي ۹-۱۰ ذوالحجج جو اجتماع گذريل
ٻه سوسالن کان ٿيندو آهي، ان متعلق ۱۹۳۸ ۾ سياسي بنا تي ڪانگريسي
علمائن غلط ڪوٽالز امر لڳايائين ته لواري شريف ۾ حج بيت الله حرام سمون
ادا ڪيون وڃن ٿيون۔ ڪانگريسي حڪومت سنه ۱۹۳۹ ۾ جڏهن طاقت ۾
آئي ته تڏهن مٿين اجتماع کي "حج لواري" جو نالو ڏيئي، ان تي بندش وجهي

چڏي۔ لفظ "جمع لواري" خود مخالفين جو ايجاد ڪيل آهي۔

اسان ٻارهاهر وقت اخبارن، اشتهارن، پمفليٽن ۽ پوسٽرن ذريعي عام مسلمان يا ٽرن تي آگاه پئي ڪيو آهي ته مٿيان الزام غلط ۽ بي بنياد آهن۔ جن جي تصديق ڪورت طرفان به ٿيل آهي۔ اسان جو حج بيت الله مڪي پورو ۽ پورو ايمان آهي۔ اسان جو هي ايمان آهي ته حج مڪي شريف مٿي ٿئي ٿو۔

منهنجي والد بزرگوار حضرت پير حاجي احمد زمان قدس سره جنهن جي وقت ۾ مخالفين هي فتو ڪيو هو، تي دفاع حج بيت الله جادا ڪيا هئا ۽ سندن والد بزرگوار قدس سره ۽ سندن جدا مجد قدس سره ڇهه ڇهه پير حج بيت الله کان مشرف ٿي انهي پاڪ سرزمين تي ابتدائين آرام فرما آهن۔

درگاه لواري شريف تي ۹-۱۰ ذوالحج جي نماز، تلاوت قرآن مجيد ۽ صائڻ خواني ۽ تسبيح و تهليل ٿئي ٿي۔ ان کانسواءِ ڪوبه ڪم خلاف شريعت و طريقت نه ٿيو آهي ۽ نه ٿيو آهي اهڙا اجتماع ۹-۱۰ ذوالحج جي دينهن ۾ سنڌ ۽ ٻاهر گهڻي درگاهن ۽ مشهور جڳهن تي ٿيندا رهن ٿا۔ اسان عام مسلمان يا ٽرن ۾ اميد ٿا رکون، ته هن واضح اعلان کان پوءِ مخالفين درگاه لواري شريف جي ڪوڙن الزامن ۽ بهتانن تي هرگز اعتبار نه ڪندا۔ وما علينا الا البلاغ المبين۔

پير گل حسن صد يقيني

سجاده نشين درگاه لواري شريف



ٻوليءَ جو بيان مَ لھان.....

اسان جا اباڏاڏا اهو نئون ته گھڻين ئي پيرون جي درس جي حاضري ڏيندڙن ۽ ڏن پريندڙن مريدن هئا پر ڪروڙين احسان انهي خالق اڪبر جا جنهن پنهنجو ڪندڙ وائون وسارائي، ان حقيقي درس پاڪ جي چائنٽ چمائي جنهن لاءِ جيڪڏهن ساري عمر ويهي تورا لاهجن ته ڇا پر ڪا ئي ٻين ٿڌهن به تورا ٿيندا جيئن منهنجي ساهه جي سائين مالڪ سلطان الاولياءِ جن فرمايو آهي ته

۱ " پاڻ کي پري ڏاه، ڪڏهن پهتي ڪان

تت گذر نه غير جو، جتي سڄو جي ساڃاه

ورنو وحدت واءُ، دوي سپ دور تي۔"

۲ " صوفين صاف ڪيو ڏوي ورق و جوڌ جو

تڏه تن ٿيو، جيري پسي پري جو"

مطلب ته هي خاص وهب ۽ سندس بي انت سخاوت جي عنايت هي جنهن منهنجي والد صاحب کي پتڪيل راه تان هٽائي صراط المستقيم هي راهه تي آندو۔ اهو سمور و تفصيلي احوال جڏهن مالڪ جي منشا پاڪ ٿيندي ته ڪتابي صورت ۾ پڙهندڙن اڳيان پيش ڪبو۔ جنهن لاءِ واقف توري گھڻي جستجو ۽ آهي۔ جيئن فرمايل آهي ته هر انسان کي

لهر جي ته پنهنجو پنهنجو سعيو ڪري وڌيڪ ڪاميابي عطا ڪرڻ وارو مالڪ
حقيقي آهي. جيئن قرآن پاڪ ۾ آهي ته

”لَيْسَ لِلَّيْنِ لِيْلَانِ إِلَّا مَا سَعِيَ“

۱۹۶۲ء جو زمانو هو، جڏهن آءُ گورنمنٽ هاءِ اسڪول ڏوڪري ۾

پڙهندو هوس. اسان جي ڪوٽ وارا ماڻهو جيڪي پڻ هن جماعت پاڪ

سان واسطو رکندا هئا تن جي وائين اها چيئون ۽ چيئون ٻڌڻ ۾ آئي ته، جب

پهرين واري ڏهاڙي پاڪ ۾ اچي ڪي اڪيچار ڏينهن رهيا آهن صبحائي

مڪان پاڪ لواري شريف هلڻ جو ساڻا هڪ ڪيو. اهو ٻڌي منهنجي دل

پڻ اڏموڪاڏو ته جيڪر آءُ به هنن جماعت وارن سان لواري شريف وڃان ڏان

۾ سوچڻ لڳس ته خبر نه آهي ته اتي الائي ڪي ڪهڙا ڪهڙا اهڙا هوندا ڇا ڪاڻ

جو تيار ڪندا آهن ڇا منهن خوشي وچان گلاب جي گل ۾ ٽٽڻ لڳو

نظر اچي رهيا هئا. هر ننڍي خواهه وڌي جي وات ۾ هوتو ”هلولعل

لواري هلولعل لواري“ جيئن ته منهنجا امتحان ڏيک هئا ان ڪري

منهنجي والدين اهو جواب ڏنو ته تنهنجو امتحان آهي سو تون

ڪيئن ٿو هلي سگهين. تون ڏهن وڃان ۽ جڏهن تنهنجا امتحان

نه هوندا. هي ٻڌي آءُ ڏاڍو غمگين ٿيس. هوڏانهن سوچيم ته وائين

منهنجا امتحان ٿيڻ وارا آهن جنهنڪري والدين جو چوڻ به حوت

بچائڻ آهي. هيڏانهن هي مجبوري هوڏانهن ڀرين ۽ ڪي ڀيڻ جي

ان ڪت آس ۽ اميد وٺڻ ۽ ٿيو ٻاڏه شهر جي ريل گاڏي کي ڏکڻ

وات ويندي ڏسي منهنجو هنيئون عشق حقيقي سان تار تار ٿي وڃي

دل ۽ دل اس تي اهو چوڻ ٿي ٿي ته ڪاش! جيڪڏهن آءُ به انهيءَ ريل ۾ لعل لوار ۽
وچان هان ته ڪيڏنہ مزو اچي هان. پاڳ پلا آهن انهن جا جيڪي وڃي محبوب
بهي در پاڪ جا سلامي ٿيندا ۽ شرف ملاقات نصيب ڪري واپس اڳن نتي
هوندا. اهو سوچيندي ماريوسي وچان هوندي اچي ڳوٺ پهتس.

بيشڪ اها پلاري رات چوان، جنهن ۾ معراج ماڻيم جو هن ريت
نصيب ٿيو. خواب ۾ ڏسان ٿو ته هڪ شخصيت شاهي پوڻاڪ ۾ آهي
جنهن سان چار چا ساڻ آهن. مون کان پڇين ٿا ته ”بچا توکي ڪلمو شريف
اچي ٿو مون عرض ڪيو آهي ته جيئي سائين! پاڻ فرمائين ٿا ته پڙهي ٻڌاءِ
مون حڪم جي تعميل ڪئي. پر تنهن هوندي به پاڻ وري پهر ڪلمو
پاڪ پڙهائين ٿا ۽ فرمائين ٿا ته ”آئون رسول خدا جو آهيان“ هي چار
ملائڪ آهن جن جا پاڻ نالا ٻڌائين فرمايا اٿن. ان بعد وري فرمايا ٿون
ته توکي نماز اچي ٿي مون عرض ڪيو ته جي منهنجا قبلو سائين! پاڻ
فرمايا ٿون ته هاڻي اٿو ته نماز پڙهون. جيئن ئي صف ۾ بيٺا آهيون تيئن
آءُ نماز جي صف مان نڪري هلي ٿو لڳو آهيان ان تي حضور سائين جن سان
گڏ آيل ملائڪن مون کي پڪڙي ۽ پاڻنهن کان جهلي چون ٿا ته تون هي جا
ڪري رهيو آهين رسول ڪريم صلعم جن نماز پڙهائي رهيا آهن ۽ تون
صف مان نڪري هليو آئين. مون وراڻيو ته مون کي اوهان جي هن ساٿي
مان (اگر جو اشاور وڪندي حضرت عزرائيل ڏانهن) ڊپ ٿو لڳي ته متان
هي منهنجو ساھ نه قبض ڪري ڇڏي. ان بعد انهن جي تسلي ڏيڻ تي ته هي
روح قبض نه ڪندو ۽ اسان تنهنجا دوست آهيون هل هلي نماز پڙه

جنهن کانپوءِ آءُ رسول سائين جن جي پٺيان صف ۾ بيٺو آهيان پر وري به
 آءُ ٻيهر صف ڇڏي هليو وڃان ٿو ۽ وري به اهي ملائڪ سڳورا مون کي
 وٺڻ لاءِ اچن ٿا ۽ سمجهائن ٿا ته پنهنجي جھانن جو سردار توکي
 نماز پڙهائي، هيو آهي ۽ تون آهين جو نماز ڇڏيو هليو ٿو و حين
 ائين نه ڪر ڪجهه عمل کان ڪم وٺ. ان بعد آءُ ٻيهر نماز لاءِ آيو
 آهيان ۽ پوري نماز پڙهي اٿم. سلام ورائڻ کان پوءِ مالڪ
 سائين جن فرمائين ٿا ته ٻيڙي تون هنن کان ڊپ ڇو ٿو ڪرين هي
 ملائڪ آهن ۽ هي تنهنجا دوست آهن. وڌيڪ ارشاد فرمائين ٿا ته
 ”ٻيڙي تون پاس آهين“ ان بعد پاڻ اٿي اسان جي گهر واري جاءِ جي
 ڏهه واري کان اولهه طرف جيڪا ڪوئي آهي تنهن ڏانهن وڃڻ
 فرمايو اٿن ۽ مون کي سڃاڻي ٿي آهي جنهن بعد مالڪ سائين ۽ جا
 لڪ شڪرانا ادا ڪيم جنهن مون جهيڙي مسڪين سان ايندو هئس
 هن واقعي کان پوءِ تقريبن ٽن سالن بعد لواڙي شريف اچڻ ٿيو
 ۽ جڏهن پير بادشاه وڏل سردار جو ديدار نصيب ٿيو ٿا هن منهنجي
 روح کي راحت ملي جنهن مان سمجهيم ته حضرت رسول صلعم جي
 مون کي پاس ڪيو آهي ان مان مراد ڪامل مرشد وٽ اچڻ آهي.

۱۹۷۰ ۾ نوڪري سانگي ڪراچي اچڻ ٿيو مون سان گڏ ٻيا به ڪي

جماعت جا چوڪرا هيا جيڪي پڻ نوڪري حاصل ڪرڻ لاءِ هتي

ڪراچي آيل هئا. اسان جماعت وارن چئن ماڻهن جنهن ۾ جناب

ولي محمد سهتو، جناب بيگ محمد پيرزادو جناب علي نواز

۽ آءُ شامل هئا سڀني سنڌ سيڪريٽريٽ ۾ نوڪري ملي ان بعد حضرت
 قبله پير بادشاه جن جو ديدار ٿيو ۽ پاڻ مبارڪون ڏنائون ۽ هدايت
 فرمائون ته ”پڇا جماعت وارن کي جيترو ٿي سگهي ايترو تعليم
 طرف ڌيان ڏين ۽ تعليم حاصل ڪن. پاڻ خاص طرح سان نياڻين جي
 جي تعليم لاءِ به فرمائيندا هئا ته صرف ايترو پر پاڻ ذاتي ڪوشش وٺي
 غريب والدين جي پيارن کي پنهنجي خرچ تي تعليم ڏياريا ٿيون
 ۽ سندن نوڪرين جو به بندوبست ڪندا هئا. وڌيڪ پاڻ اهو به
 فرمائيندا هئا ”اسان جي جماعت وارن کي رشوت وغيره وٺڻ نه کپي
 ۽ انهن کي گهڻو ڪري رشوت نه ملندي پر جيڪڏهن رشوت ملين ۽
 ورتائون ته ڦاٽا پيا هوندا.“

پاڻ شهنشاه ڪريم جن پنهنجي جماعت وارن کي هڪجهڙو
 ڪري سمجهندا هئا ۽ جيڪڏهن ڪو ملاقات لاءِ عرض ڪرائيندو هو ته
 سندس عرض قبول ڪري ملاقات جو شرف بخشيندا هئا جيڪو درویش
 ملاقات ڪري ٻاهر ايندو هو ته اهو ائين چوندا هو ته مون تي سنڌ
 کي قدر پين کان وڌيڪ مهرباني ٿي آهي يعني هر هڪ جا هڪ
 نظر سان غم منجي ويندا هئا ۽ مایوس چهرن تي بي انت خوشي
 اچي ويندي هئي.

هڪ دفعي جي ڳالهه آهي ته اچر جو ڏينهن هو اسان ڪجهه جماعت
 آيا وارا بنگلي پاي تي آيا سون. منهنجو والد صاحب به ڳوٺ کان
 آيل هو ۽ اسان سان گڏ هو. فقيرن کي ملاقات لاءِ عرض ڪيو

سپن جن چيو ته پاڻ پير بادشاه جن ڪنهن ضروري ڪم ۾ مشغول آهن ان
ڪري اڄ ملاقات نه ٿي سگهندي. انهيءَ کانپوءِ جيئن ئي اسان ٻاهرين
دروازي کان نڪري بنگلي اسلام قلب طرف وڃي رهيا هئا سون ته
منهنجي والد صاحب چيو ته جيڪر مون وٽ فون هجي ته آءٌ حضور پاڪ
۾ عرض ڪريان ته منهنجا سائين اسان کي پنهنجو ڏيڍ ڪراڻو اسان
فقيرن جي انڪار ڪرڻ تي واپس وڃون ٿا. ان تي مون والد صاحب کي چيو
ته بابا اوهين درويش ماڻهو آهيو ڪي ڳالهيون عرض ڪيو ته ملاقات نصيب
ٿئي اسين ته هت آهيون پيا ڏيڍ ڪراڻو اسين اوهين ته هليا
ويندا. ايتري ۾ ڏسون ته پٺيان هڪ فقير سڌ ڪندو پڇندو پيو
اچي اسان هڪ ڌر هيا سون ۽ سوچڻ لڳا سون ته خبر نه آهي ته
فقير الائي جي ڪهڙي سبب سڌي ٿو. ايتري ۾ هو اسان وٽ اچي پهتو
۽ چوڻ لڳو ته حضرت پير بادشاه جن اوهان سڀني کي ملاقات لاءِ گهرايو
آهي. پوءِ ته خوشيءَ وڃان وهلور پئي وياسون ۽ جلدي جلدي موٽندي
حضرت قبضه پير بادشاه جو ڏيڍ ڪراڻو سڀني هن مان ظاهر ٿيو ته سندن نظر
ڪيميا هر وقت جماعت وارن تي فرمايل آهي ۽ جڏهن به ڪو عاصي اچو
دل سان دانهن ڪري ٿو ته پاڻ هڪدم پڌن ٿا ۽ اها دانهن قبوليت ۾ اچي
ٿي جيئن مالڪ سلطان الاوليا جن شيخ ميان ابراهيم جي عرض ڪرڻ تي
فرمايو آهي ته ”مرشد ڪامل ذوالوحيين آهي هڪ طرف الله پاڪ
سان ته ٻئي طرف خلق سان متوجه آهي.“

پاڻ شهنشاه ڪريم جن مياوسي ۽ بزديءَ کان هر وقت منع ڪندا

هئا. جيڪڏهن ڪا اهڙي ڳالهه سندن حضور ۾ ٿيندي هئي ته پوءِ تمام گرم
 ٿي ويندا هئا ۽ تنبيهه ڪرڻ فرمائيندا هئا ته خدا تعاليٰ مان اميد هرگز نه لاهيو ۽
 مايوس بزدل نه ٿيو ڇاڪاڻ ته مايوسي ۽ بزدلي پيئي اسان جي مذهب اسلام ۾
 حرام آهن ۽ الله تعاليٰ کي اهڙو ماڻهو جيڪو سندس رحمت ۽ عنايت کان
 مايوس ۽ نااميد ٿئي ٿو ۽ بزدلي ڏيکاري ٿو سو هرگز پسند نه آهي. جيئن قرآن
 پاڪ ۾ آهي ترجمو انسان کي اميد ۾ ۽ خوف جي وچ ۾ رهڻ لڳائي ”بئبي طرف
 سندس حضور پاڪ ۾ ڪا اهڙي ڳالهه نڪرندي هئي جنهن ۾ جماعت وارن همت کان
 غمور ٿو هوندو ان تي پاڻ سرها ۽ خوش نظر ايندا هئا.

پاڻ وڃي جا بلڪل پڪا هوندا هئا هڪ دفعي آئون ملاقات لاءِ ويس
 شام جو وقت هيو جيئن ته مون وٽ ڏکڻ جي هڪ وڏي جھولي پيريل هئي
 تنهنڪري احوال اورڻ ۾ ڪافي دير ٿي ۽ شام جو چيم وڃي ويا ايتري
 ۾ پاڻ ٿيلي فون ڪرڻ فرمايائون جنهن سان پاڻ ڳالهائي رهيا هئا ان کي
 فرمايائون ته توکي اسان وٽ اچڻو هر جنهن لاءِ تو اسان کان ملاقات جو
 ٽائيم شام جو چيڻ بجهه جو ورتو هيو هيئن ڇڏو وڃي ويا آهن تون اڃا
 نه پهتو آهين ان تي شايد ٽيليفون ٻڌندڙ جلد اچڻ لاءِ عرض ڪيو پوءِ
 پاڻ فون رکيائون انهيءَ مان بخوبي اندازو لڳائي سگهجي ٿو ته واعدي
 متعلق پاڻ ڪيتر وڏو تڪيد ڪندا هئا.

پاڻ قبله جن جي سموري زندگي حضور اڪرم صلعم جن جي حياتيه
 جو هو بهو نمونو هئي سندن پيغام ۾ بعض ڪينو ۽ ڪلا کان پاسو
 ڪرڻ ۾ هڪ ٻئي سان محبت سان هلڻ لاءِ تڪيد فرمايل آهي.

سندن سکيا ڪاهلن کي هوشيار ڪرڻ مظلومن جي داد رسي ڪرائڻ ۽ ڪل
 بني آدم کي امن ۽ صراط المستقيم ڏانهن آڻڻ جو سد آهي جنهن تي عمل ڪرڻ
 سان دنيا ۽ عقيبا ستواري سگهجي ٿي، جيئن منهنجي مٿي مرشد حضرت محمد
 هواج ڪل محمد قدس سره ساھ جي سائين جو فرمان پاڪ آهي ته "سچو
 مريد اهو آهي جو پنهنجي پير جي قول ۽ فعل کي سند ڪري وٺي".

پاڻ مالڪ خدا جي راضي ٿي راضي رهيا ۽ جيڪي کين ڏسڻ ۾ ايندو هو
 تنهن تي صبر ۽ شڪر ڪندا هئا. هڪ دفعي محمد فقير ميمڻ برنس روڊ واري
 مون سان ذڪر ڪيو ته پاڻ حضرت قبله گاه جن هڪ دفعي فرمايو ته "اسان کي
 نرينو اولاد ٿيڻ جي تمام گهڻي سک ۽ تمنا هئي پر بابا سائينءَ جن کي اها
 ڳالهه قبول نه پئي ان ڪري اسان به سندن رضائي راضي آهيون".

جيڪڏهن سندن صبر جي حد ڏسي ته بي اختيار اکيون آب ۾ ڀرجي اينديون
 جيڪڏهن سندن الفاظ مبارڪ جيڪي سندن هٿن سان قلم بند ٿيل آهن سي
 دهر آهن ته هوند هي زمين وڻ ٿي، جبل ته چاڀر آسمان به ڊڄو
 داستان ٻڌي بي اختيار روي ڏيندا. سندن انهن الفاظن کي پڙهڻ سان دل
 جي ڌڪن وڌي ويندي ۽ بي انتا اکين مان آب جاري ٿي ويندو. آسمان وارن
 کي منهنجي هن در جي تي رشڪ اچي ويندو. اهي ناياب قلمي نسخا اڄ
 به موجوده سجاده نشين حضرت پير ميان فيض محمد نقشبندي جن وٽ موجود آهن
 ۽ جيڪڏهن ڪو به ڏسڻ يا پڙهڻ چاهي ته ڏسي ۽ پڙهي سگهي ٿو مگر ڪجهه
 الفاظ جيڪي اڄ به مون ناچيز جي دل تي نقش ٿيل آهن سي هتي بيان ڪرڻ واري
 سمجهان ٿو. هڪ دفعي جي ڳالهه آهي ته آءُ حضور پاڪ ۾ عنهن عرض

پيش ڪرڻ لاءِ حاضري ٿيس مون کي پاڻ شارجي وقت اچڻ جو فرمايائون گفتگو هلي
 رهي هئي ۽ مون وقت به جيڪو بدين جو بار هو سو آهستي آهستي ڪري پئي عرض
 ڪيو انهي ڪري هئي ملاقات عافي وڌي رهي هڪ لڳا ڏهن مون عرض
 ڪيو ته قبل سائين! هينئر مڪان پاڪ جو نمائندو (محترم محمد صادق فقير
) جيڪو پاڻ ڪنهن خاص فيصلي لاءِ مقرر ڪيو هو سو ڪوٺ آيو هو ۽
 فيصلو ٿيو آهي ۽ پئي ڏريون جيڪي جماعت جون هيون سي پاڻ ڏانهن
 وياسون تڏهن پاڻ جوش ۽ اچي فرمايائون ته اوهان اها غلطي ڪئي آهي
 جو ڪيس تان هٽ ڪيو ۽ توهان کي ڪيس تان هٽ ڪڍڻ نه کيندو هو جنهن
 تي مون عرض ڪيو ته منهنجا سائين! واقعي اهو قصور آهي پر ڪيس تان
 دستبردار ٿيڻ جو اهوئي هڪ سبب هو جو پئي ڏريون جماعت جا هئا سون
 ان تي پاڻ پنهنجو ڪيس جيڪو سندن ظاهر ڪي نياڻي متعلق ڪورٽ ۾ هليو
 هو تنهن جو ذڪر هنن لفظن ۾ ڪرڻ فرمايائون "اسانجي به هڪ نياڻي
 هئي جنهن لاءِ اسان ڪيس ڪيا پر هن اسان کي پنهنجو نه ڪيو ۽ اسان پوءِ
 هن کي ڪري ڇڏيو" هي سندن الفاظ مبارڪ هئا جن سان ظاهر ٿئي ٿو
 ته سندن کي انهي نياڻي جو ڪيترو وڌيڪ ڏک هيو مگر بيحد افسوس جو سندن
 نياڻي کانئن لا تعلق ٿي جو اظهار ڪيو. هي حقيقت ڪورٽ جي رڪارڊ تي
 اڄ به موجود آهي.

پاڻ ڪريم نماز جا بلڪل پابند هوندا هئا ايتري قدر جو بيماريءَ
 سبب ڪمزور ٿي وڃڻ ڪري به نماز نه ڇڏيائون. هڪ دفعي آءُ سندن
 حضور ۾ ويٺل هوس شارجو وقت هو ته پاڻ علي بخش فقير کي مصلو

وچاڻڻ لاءِ فرمايائون ۽ مون کي نظر ڪرڻ جي فرمائي چيائون ته تون اتي ئي ويه
 اسان نماز پڙهون پوءِ گفتگو ڪنداسون. حڪم مطابق آءُ ويٺو، هيس
 جڏهن پاڻ نماز پڙهي، هاها ته مون پئي سندن جسم پاڪ ڏانهن تهاڙ
 ۽ سوچيم ته پاڻ ايتري ڪمزوري هوندي به پابندي سان نماز پڙهي ه
 آهن اسان جماعت وارن کي به گهرجي ته سندن هر قول ۽ فعل جي تقليد
 ڪري راه نجات حاصل ڪريون (آمين)

”مون سان مون پرين پورائيءَ ۾ پال ڪيا“

آءُ اڃا پرائمري اسڪول ۾ به نه داخل ٿيو هوس جڏهن پنهنجي والد سان پنهنجي مرشد حضرت پير باد شاه گل حسن قدس سره جي حضور ۾ حاضريءَ جي سعادت نصيب ٿي بعد ۾ ٽن سالن جي عمر ۾ مون کان منهنجو والد جدا ٿي راه رباني وٺي ويو ۽ مون لاءِ نرندگيءَ جي اٺوڪي ۽ اٺاڳيءَ ٽڪن واري واٽ ڇڏي ويو جنهن ۾ مون کي پنهنجي مرشد حضرت پير باد شاه جي ظاهر ۽ باطن مدد ايترو ساٿ ڏنو جو آئون نه صرف اعليٰ تعليم حاصل ڪري باعزت نرندگيءَ گذارڻ جهڙو ٿيس بلڪه روحاني طور به تسليم ڪرڻو پيم ته مرشد ڪامل اها هستي آهي جنهن جي مهر بانيءَ سان طالب دين دنيا ۽ عقبي ۾ سرخرو رهي ٿو ۽ بنا رهنمائيءَ مرشد ڪامل جي انسان اوجھڙو ۽ اونڌو ۾ وڃي ٿو ٿو۔

مون پنهنجي مختصر حياتي ۾ دنيا جون ڪيتريون آزمائشون
۽ ذهني تڪليفون برداشت ڪيون ۽ منهنجي لاءِ اهڙا لمحہ بہ آيا
جڏهن مون عملي طور تي پنهنجي مرشد جي نظر ڪرم کي آزمائيو
۽ ڏٺو ته سندس ديدار ۾ واءِ نظر ۾ شفا آهي ۽ سندس قرب ۽
ڪرم سان بنديءَ جون تقديرون بدلجي ويون ۽ تقديرن جا اڇلايل
مسلسل تير منهنجي پيرن ۾ اچي ڪري پراڻا محفوظ رهيس۔

آءُ جڏهن ڊي سي هاءِ اسڪول نواب شاھ ۾ داخل ٿيس
تڏهن گهريلو مسئلا ايترو ته پريشان ڪرڻ لڳا جو منهنجون هن
درسي ڪتابن کي تسليم ڪرڻ کان انڪار ڪرڻ لڳو۔ ساڻين پير بادشاھ
جي حضور ۾ عرض ڪيو ته مون کان پڙهيو نٿو ٿئي پاڻ پاڇھ
پري نڪرسان مون کي سڌي پنهنجي پير ۾ ويهاري تڪيد
سان فرمايائون ”ياد رک توکي هر حالت ۾ پڙهڻو آهي جيڪي
حالتون اڄ آهن سي سڀاڻ ڪون هونديون“ سندن ان پاڇھ پري
۽ ڪرم واري نظر جو اهواثر ٿيو جو مون پرائيمري کان مئٽرڪ تائين
هر سال پهريون نمبر حاصل ڪيو ۽ مئٽرڪ فرسٽ ڊويزن ۾ پاس
ڪئي۔ مون پنهنجي آفاقي ان وقت وڌيڪ آزمائيو جڏهن
آئون رور گار جي تلاش ۾ سرگردان ٿيس ۽ تمام گهڻي
ڪوشش جي باوجود مون کي ڪاميابي حاصل ڪانه ٿي ۽ منهنجي
مسلسل ڪوشش ۽ مالڪ کي ياد ڪرڻ ۽ ستائڻ جي باوجود جڏهن
مشڪل حل ٿيو تڏهن منهنجو نفس مون تي قابض ٿيڻ لڳو

۽ ڦڦڦ ۽ وسواس وڃهن ڳو ۽ عقيدت جي ڪوٽ کي ڊاهڻ جون
 بيهوديون ڪوششون شروع ڪيائين هڪڙو ڏينهن اهڙو به آيو
 جڏهن منهنجي دل کي نفس مڪمل ڪنٽرول ڪري ورتو
 ۽ مون دل ڏي دل ۾ چيو جيڪو پير دنيا جا مشڪل حل نٿو ڪري
 سگهي اهو آخرت ڪهڙي چڏائيندو. هيءُ سڀ فريب آهي پيري
 غريب اڀوجه انسانن جو ذهني استحصال ڪيو آهي وغيره وغيره
 انهن ڏينهن ۾ آئون اسلام ڦڦڦ ۽ هندو هوس. جيڪي حق
 جا طالب آهن اهي منهنجي ان ڪيفيت جو صحيح اندازو
 لڳائي سگهن ٿا ته حق جي محبت جي ميخ قلب مان ڪڍڻ
 ڌاري ڌڪي آهي سوان ڏينهن منهنجي قلبي ڪيفيت جو حيا
 حال هو اهو لفظن ۾ بيان ڪرڻ محال آهي انهيءَ لمحن ۾
 جڏهن منهنجو ايمان مون کان موڪلائي رهيو هو. مون کي
 ٽڪاوت محسوس ٿي ۽ آئون اسلام ڦڦڦ ۾ مٿي وڃي
 سمهي پيس. پن پهرن جو ٿاڻي ۾ هو. جيئن ئي منهنجي
 اک لڳي ته خواب ۾ ڏسان پيو ته پاڻ پير بادشاه ڪريم اسلام
 قلب ۾ آيا آهن سندن مون بلو ٿو پوڻا انب جي وٽ وٽ اچي
 بيٺي آهي ۽ پاڻ ڪارمان لهي لڪڻ هٿ ۾ ڪري پائي واري
 ٿاڻي جتي وضو ڪندا آهن تنهن طرف اچي رهيا آهن ۽
 آءُ کان جي ڄارن کان کين ڏسان پيو. دل چيو بادشاه آيو
 آهي اٿي ته پيهه! نفس جواب ڏنو ته مون کي ڏنو چا اٿس.

جوائِي بيھان !! ھاڻ ڏنم تہ پاڻ اتي ئي دروازي کان رجتي پايءَ
 جات رڪيل آھن، مٿي چڙھيا آھن ۽ منھنجا پير بہ سندن طرف
 آھن پر مون کي منھنجي نفس اٿڻ نہ ڏنو۔ پاڻ منھنجي سيرانديءَ
 کان اچي ويٺا۔ پنھنجو مبارڪ ھٿ منھنجي پيشانيءَ تي رکي
 ڦيرائڻ شروع ڪيائون ۽ فرمايائون ”تو کي نوڪري نٿو ملي؟
 مون کي بي اختيار رٽ وٺڻ اچي ويو ۽ مون عرض ڪيو۔ قبلن تي
 منھنجي لاءِ تو ورت ر وري ئي ڪانهي“ پاڻ پنھنجو ھٿ مبارڪ
 هن پانھيءَ جي پيشانيءَ تي ڦيرائيندي فرمايائون۔
 ”نوڪري تہ تنھنجي گھر ۾ پيئي آھي۔ پر ملندي ئي بہ ڳوٺ
 ڏانھن سندن اھا گفتگوي انتھاسفتت واري ھئي۔ تصور ڪرڻ سان
 ائين ٿو پايان جن ھنر مخاطب آھن۔ حالانڪ اھو واقعو ۲ مارچ
 ۱۹۶۸ جو آھي منھنجون اکيون کليون تہ مون پنھنجي ڳنڍ تي ڳوٺ ھا
 ڏٺا ۽ بي اختيار ٿي ڏيئي اٿيس تہ بادشاھ آيو آھي مگر ڏنم تہ اھو
 سڀ ڪجهہ خواب ھو۔ اھا جاءِ اھو بسترو ۽ اھو اسلام ڦل!
 مون ان واقعي کان اڳ ڪڏھن بہ اھڙي روحاني مھرباني
 ڪانہ ڏني ھئي تنھن کي عجيب ڪيفيت شامل حال ھئي۔ پوءِ آءُ بستري
 تان اٿي منھن ڏوي ٺيڪي شريف تي آيس ۽ ڏنم تہ سروس سيلز ڪارپوريشن
 لاهور وارن طرفان انٽرويوليٽر آيو آھي۔ مون کي ۱۲ مارچ ۱۹۶۸ تي انٽرويوليٽر
 لاءِ گھرايو ھا ۽ مون مقرر ڏينھن تي انٽرويوليٽر ۽ مون اڪيليءَ کي چونڊيو
 ويو ۽ پھرين اپريل ۱۹۶۸ تي آءُ واحد سنڌي ھيس جنھن مذڪوره

ڪارپوريشن ۾ شاپ مئنيجر جي چارج ور تي مون کي ٽريننگ لاءِ فيصل آباد
 لائيو ويٽو پيو ۽ ۹ مهينن بعد ڪراچي ۾ رکيائون. مون کي ڪراچي ۾ ايريا
 ڪنٽرول آفيسر تمام گھڻو ننگ ڪيو ۽ نوڪري وڃائڻ جا جلا هلايا هيڏا آفيس
 جي جنرل مئنيجر مون کي نواب شاه رکڻ جا آرڊر ڪيا ته به ايريا ڪنٽرولر
 مخالفت ڪئي مون کي هڪڙي ڏينهن تمام ذهني پریشاني تي ته بادشاهه جو
 هڪڙو فرمان توپور وٺيو جو نوڪري لڙي ۾ ملي ويئي پر ان جو پوڄو ^{فرمان}
 ته "مندي به ڳوٺ ڏانهن پورو ڪونه ٿيو جو ڪراچي ۾ ڪنٽرولر مون کي ننگ
 ڪري رهيو هو. چند ئي ڏينهن کان پوءِ ڪنٽرولر ڪوٺڻ وٺي ويل هو. نواب شاه
 جو مئنيجر قضا الاهي ۽ سان حادثي ۽ ۾ فوت ٿي ويو ۽ مون کي لاهور مان
 جنرل مئنيجر تيار ذريعي گھراي نواب شاه ۾ مقرر ڪيو جيڪو منهنجو
 ڳوٺ هو. تحقيق منهنجي بادشاهه جيئن فرمايو هيون ٿيو.

ان کان بعد ۾ زندگي ۽ جي ڪيترن ئي موثرن تي منهنجي بادشاهه مسلسل

ظاهر توڙي باطن خاص مهربانيون ڪيون جن جي لکڻ لاءِ مڪمل ڪتاب

گھرجي.

مون پنهنجي مرشد حضرت پير بادشاهه کي ڏٺو پاڻ

ارادو ڪند اهڙا ته اهو ڪم ٿي ويندو هيو. ضرورت هئي سندن اڳيان عجز
 ۽ نيار سان عرض ڪرڻ جي جيڪو پنهنجي آقا اڳيان ڏاهو ٿيندو و حروفن

هلائيندو. عقل استعمال ڪندو اهو منزل ڪونه مائي سگهندو!

الذاهي مَرْتِيَا ذَاهِيُون ذَكَ دَسَن

مون سامون ڀرين پورا ئي ۽ ۾ پال ڪيا

تحریر محمد آدم عاجز اسحاقاڻي ڪراچي۔

اهي مضمون پهاين عربن مبارڪ تي لکيو ويو)

ڪيان مان ڳالهه اي عاشق مني محبوب جي ڪهڙي
بچائي باهه دوزخ کان تڙاڻي ٿو پڌل پيڙي

”ناجيه شاليد تنظيم جيڪا هلندڙ مهيني آگسٽ جي

عدالتايع مطابق عددو القعدة المبارڪ ۱۳۰۳ھ ۵ آري قائم

ٿي۔ انهيءَ جا سرگرم ڪارڪن انهيءَ جي تشڪيل وقت

هڪ ڪتاب ڇپرايو هو۔ پهاڻ وري حضرت پير بادشاهه

ڪريم ۱۸۰۳ھ ۱۳۰۳ھ ۱۳۰۳ھ ۱۳۰۳ھ ۱۳۰۳ھ ۱۳۰۳ھ

جن جي پهاين ڏهاڙي پاڪ ۲۷ ذي القعدة المبارڪ

جي موقعي تي پاڻ پنهنجي ناچيه طر فان ڏنل

سندن احوال مبارڪ مني مشتمل ننڍو ڪتاب ڇپرائڻ جو

ارادو ظاهر ڪيو آهي۔ انهيءَ سلسلي ۾ هن فقير کي

پڻ چيو ويو ته جيڪو ڪجهه احوال ياد هر جي سونگي

ڏيان۔ آئون هن پائڻ جو ٿورائو آهيان ته هن

سونگي يادگيري سان نوان يوجيئن ته هر پيءُ کي

معلوم آهي ته حضور جن ملڪ قانت جو شرفه سڀ ڪهڻي

عطا ڪيو آهي۔ جن جو احوال هڪ طويل عرصي تي محيط آهي

هن عاجز تي به سندن عنايات و احسانا ته جي وڌيڪ

پالوڻ هڻي جنهن کي ٿٽو ۾ آڻڻ هڪ امر محال آهي

ڪيتريون ڳالهون رنجي ٿو عيتمه جون ته ڪيتريون

وري ۾ مناسبتيون هن ڪري عام پڌراڻيءَ

لاءِ مناسبه ڪونهي۔۔۔

گر زبان گویدن اسرار نهان

انتشار امر و نرد سوتر د اینت حبهات

(مولانا روم ما ۲۴)

انسانوں کو وقت و قوت ہی قلمت و سبب ان جیہ کو کچھ احوالہ
 یاد آپی سگھی آھی منڈیا خند متہ کر بیان لو امید آھی
 پیارنہ انھیہ احوالہ کہ پٹا ہی هن عا جنہ گئی
 عا ئی حیرت شامل کندها

”چند روح پورا و یادون“

عام جماعت و ناجید وانگہا هن پانھی ۴ هن حی
 فاند ان تہی پٹ ہمیشہ مکان شاید جوت بی حد
 ہا بانوں ۴ سخا لوں رہیوں آھلو
 منہجی بند پٹی حی کالہ آھی منہجی و الدم حوم
 آدم اسحا قاطی جوہری موندسان کالہ کٹی نہ آو
 لکنڈا ۴ منڈ پٹ پٹی سخت بیمار تہی پیس
 ہند ستان حی ضلعی گجرات حی و ذن و ذن داکترن
 جواب ڈیسی جیڈ یون نہ پچٹی جو بیچن محال
 آھی۔ بدن تہی ماس راھیو تہی کونہ ہو راگو
 ہڈن حی منہجی ہٹی۔ منہجی و الد شہنشاہ
 امام العالمین حضرت توحوا چہ پی احمد زماں
 قدس سرہ کہ ڈکو پٹ عمیضو تکی مو کلیو ۴
 دربار و الا تبار مان نشین زندگی احیاتی گہریا پٹن
 پان جوابہ لکنا تہی مو کلیا مٹون نہ پچھی محمد حی
 دوانہ رگو گجراتہ ضلعی بلکہ دنیا حی کنہن
 بہ دو ا خانہ پی کر نہی۔ انھی ۴ خط پی

پاڻ ڪر ليمن موسم جي جي رس ۽ ڪي جي استه
 ۽ انهن جي تر ڪي ڪي موكليا ٿون - جنهن
 تي عمل ڪرڻ مان موني نئين حياتي ملي ۽ ٿور
 ڏينهن ۾ آءُ چٽون پلوڻي پيس - جڏهن منهنجو
 مون ڪي احمد آباد جي وڏي سرجن وٽه وڃي و
 نه هو چوڻ لڳو ته هي ته اهو پار ٿي ڪونهي! ه
 محض مڪان نشايف جي سخاهتي جو مون ڪي نه
 حياتي ملي شڪر الحمد للہ -

(۲) اسان جو وڏو نالو منهنجي ناني حوا پاڻي جو
 حسن فقير جنهن ڪي لڳو فقير ڪري سڏيند
 هئا - تنهنجو وصال ۱۹۵۰ ۾ ڪراچي ۾ ٿيو -

انهي ۽ بزرگ، عمر هين کان مٿي مڪان شري
 جي خدمت ڪئي - زندگي جي پوئين سالن
 بنگلي شريف تي ٿي تڪيل هو انهيءَ سان آ
 گاهي مڪي لاءِ ويندو هئوس - هڪ دفع
 مون ڪي بهداياتين ته آئون بنگلي شريف جي
 طبيب ۾ ويٺو هوس ته پاڻ حضرت پير پيام
 اسان ان آيا ۽ مون تي ڏي نهارِي فن مايا لوت
 ته لڳا تنهنجي عمر ڪيتري آهي؟ عرض ڪي
 ته قبله آئون اوهان کان ٿي چار سال ننڍو آيان
 پاڻ اسان شاد فن مايا لوت ته ڪيئن پڪ؟
 آءُ ته جو ان آهيان ۽ تون پوڻ هن آهيان؛ ته
 مون عرض ڪيو ته قبله اوهان جڏهن ٿي چار
 جاهد ٿي هين شهنشاه امام العالمين

حضرت پير احمد زمان قدس سره . مونگي گھاري
 و هان جي خدمت تي مامورا فرمايو هئائون -
 تنهنجي حساب سان منهنجي عمر او هان کان تي رچار
 مال گھت چئبي جاڪاڻ ته منهنجي آئين عمر
 جيڪي دينوي معاملن ۾ گذري اها اجاي وئي
 جيڪا عمر او هان جي ۽ مڪان شريف جي
 خدمت ۾ گذري اها ئي سجائي چئبي -

۱۳ آءِ ۽ منهنجو وڏو پيءُ مرحوم طيب آدم
 اسحاقاڻي پٽي ناني حوا پٽي جي پور شا
 هيٺ مامي علي محمد کانچ واري مرحوم سان
 گذر هئا هئا سين - پاڪستان قائم ٿي کان پوءِ
 انجمن جماعت ناحيه جي ڪم ڪارين ۾ هلندا هئا
 سين - انهيءَ سلسلي ۾ حضور جن هميشه رهري
 فرمائيندا هئا - منهنجي پيءُ سان گڏ مونگيا به
 ڏيڍ ارجو مشافعا مل ٿيندو رهندو هو - پاڻ
 هميشه تاڪيد فرمائيندا هئا ته جماعتي ڀائرن
 جي ذاتي معاملن ۾ هرگز داخل نه ٿيو

۴ هڪ دفعه انجمن طرفان ۹ ۽ ۱۰ اڌوالهه جي اجتماع
 جي باري ۾ هڪ ته ڏيڍي مضمون اخبار ۾ وڃرائو
 هو - جنهن جي منظوريءَ لاءِ حضور پاڪ ۾ حاضر ٿيس
 پاڻ مضمون "چپراٿ جي منظوري ڏنائون - ٻين ڳالهين
 مان گڏ جڏهن مخالفن واري اها ڳالهه نڪتي جنهن ۾
 تاريخ تبديل ڪرڻ لاءِ چيو ويو هو ته پاڻ سخت
 ناراضگي جو اظهار ڪيائون ۽ ارشاد فرمايائون ته

اسان هر گنا تاريخ نه مناشيند اسين -

۵، هڪ دفعي حيدر آباد ۾ لطيف آباد واري بنگلي
تي ملاقات جي مهراڻي ڪيائون عرض ڪيم ته قبله اچان
تي سخاڻي ۽ ۱۰۹ اذو الحج تي بندش ختم ٿي. پاڻ
ڪجهه ترسي جواب ۾ شاد فرمايائون ته ڇا هي ڪه
مٿان ٿيو آهي.

۶، هڪ دفعي منهنجي وڏي ڀاءُ مرحوم طيب آده
اسحاق ڀٽي پنهنجي هڪ جواب جو ذڪر مونسان ڪر
مون حضرت پير بادشاهه ڪريم جن کي رات جو اڀر ٿي
ڀاڱ ڪر اچي واري بنگلي پاڪپ الهندي واري پاسي
جتي جماعت سان ملاقات ٿيندي آهي. مسڌ پاڪ تي جلوه
آهن ۽ اسان تي چٽا سامهون ويٺا هئا سين آئون وڃ
ويٺو آهيان ۽ منهنجي سڄي پاسي حاجي سهراب ۽ ڪي
ٿوه ويٺو آهيان. پاڻ ڪر يمن حاجي سهراب ڏانهن
متوجه ٿيا ۽ پنهنجي قميص مبارڪ ڏانهن اشارو ڪري
فرمايائون ته هن جهان وارا منهنجي هن لباس پسند
ڪن ائين فرمايائون ۽ اسان جي روبرو ڦٽا ڦٽا
مبارڪ پاتاڻون ان وقت سندن چهر و مبارڪ اهڙو روشن
ٿي ويو جو ظاهر جي اک کي ڏيڍ اڻ ڪاڻا جي طاقت ڪا
نهئي. پوءِ پاڻ فرمايائون ته هاڻ ڪيئن ٿو ڏسجي ڇا
انهي ٿو ڏسجي اسان تي اهڙو اشارو جو اڪيون
تراڻا پيا جي آيون ۽ هڪ اک به ڪون ڪچي سگهين
ان کان پوءِ منهنجي اک کي وڃي. عجيب روحاني
ڪيفيت ڏسڻ ۾ آئي الحمد للهِ.

دنيوي تڪاليفن ۽ بيماري وغيره ۾ حضرت پيڻ
 شاهه ڪريم جن پيڻ مومنن جيان هميشه اسان تي سڃاڻ
 حاجي نظر فرمائيندا هئا۔ اها مھر باني سدائين جاري
 هئدي هئي۔ هڪ دفعي منهنجي گوڏي ۾ سور ٿي
 ڊاڪٽر جا علاج ڪرائي۔ ٽڪيس هڪ ڏينهن چوٿين
 ڪجي موقعي تي قطار ۾ ملاقات لاءِ بيٺو هوس
 منهنجو وارو آڙي ته پاڻ پاڇه پيا پون آيون
 انهن کي فرمايو ته ڪيئن آهيو؟ هٿ ٻڏي
 ڪيم ته قبله گوڏي جو سور نٿو ڇڏي پڇيائون
 ڊاڪٽر جو علاج ڪرايو ٿا؟ عرض ڪيم ته هاڻو
 ڪافي علاج ڪرايو آهي۔ ڊاڪٽر چون ٿا ته گوڏي جي
 ٻي ڇڪاڻي ختم ٿي وئي آهي تنهنڪري
 سور نه ويندو۔ انهيءَ تي پاڻ مشڪيا ۽ فرمايو ته
 ته هڏن مانجهان ڇڪاڻي نه وڌي عمر ۾ ختم ٿيندي
 آهي۔ تنهنجي عمر ته مس، پر ورهيه هوندي۔
 اهو ته ناممڪن آهي۔ مون دوائِ عرض ڪيو ته پاڻ
 معذرتاً ڪي حڪم ڪيا ٿون ته هاڻي فلا ٿو دوا
 ڏي۔ جنهن جي استعمال سان مون کي اهو سور بلڪل
 ڇڏي ويو۔ هيءَ صرف حضرت جن جي نظرِ شفا جو
 ڪم هوندو هيو۔

سندن وصال کان اٽڪل مهينو اڳ بنگلي شريف جي
 بيدار محمد صديق کڻي سان حاضر ٿيس۔ پاڻ طبيعت
 مبارڪ ۾ خوش نه هئا۔ ۽ ملاقات بند هئي۔ طنبيلي
 ۾ محمد لائق فقير وٽ ويٺا هئاسين ته محمد لائق

فقيرن کي سڏ ٿيو جنهن ۾ مون تي به ٻڌايو ته پيا ٿي گهرايو هو
 خدمت اقدس ۾ حاضر ٿيا سين ۽ لواريءَ جا علاج
 جو گهر اتي به جهون - تنهنجي چڪاس لاءِ پڇيائون
 جيڪو ڪم مون تي رکيل هو انهي تي عرض ڪيو
 اهو پورو ٿي ويو آهي - پيون به ڳالهون ٺڪيون
 انهيءَ دوران فرمايا تون ته حضرت علي ڪر الله
 وجهه جي هڪ مخالف مون کان پڇيو ته ڇا اوهان
 به ائين سگهندا ته حضرت علي کي مشڪل ڪرڻ
 ڪري سڏيندا آهن - پر هو پاڻ پنهنجون مشڪلون
 ته حل ڪري سگهيو؟ - تنهن تي مون هن کي جواب ڏنو
 ته الله تبارڪ و تعاليٰ قرآن شريف ۾ فرمائي ٿو
 ته انهيءَ قرآن شريف جي حفاظت جو ذمون اسلام
 پاڻ تي کنيو آهي - ته پوءِ قرآن شريف جي جيڪا به
 حرمتي غير مسلم ماڻهن طرفان ٿيندي ٿي
 ته ڇا ائين چئبو ته الله تعاليٰ کي انهي جي حفاظت
 تي قدر ته ڪونهي خوفِ باالله من ذالڪاها
 پاڻهي جي ان ماڻش آهي -

ان ماڻش تا قيامت قائم است منهنجي انهيءَ جو
 تي هو مخالف خاموش ٿي ويو.

ببادرام - محمد صديق کڻي پنهنجي ڪم

تڪليفن لاءِ هٿ ٻڌي عرض ڪيو - پاڻ فرمايو
 جي هيءَ آيت پڙهيا تون - لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
 ارشاد فرمايا تون ته ڪوشش ڪيو انهيءَ جو اجورا
 ضرور ملندو -

سلام قلب کراچی پر ڈھاری پاکن جی ڈینھن
 نظامی کم کارین بابت ٲالم نکتی، پاٲ کرا یمت
 حیکو انھی ٲک کارین جی
 لبی آھی، تاکیدا ما یوتہ حیئن منھنجی و الد جی
 وقت کان ٹیندو پیو اچی ساٲی طرح انتظام رکجو
 کھنکی خبرھئی پاٲ حیکو تاکیدا و ن عمر منا پیر یون
 ٲالمیون ارشاد فرمائی رھیا آھن ان جو مطلب ہیوتہ اھا
 اسان جی آخری ملاقات

ھوندی ی پاٲ سفیر آخرت جی تیاری کری ویٹا
 آھن !!!

گذریل سال پاٲ حضرت پیر بادشاھ قدس سرہ جن جی
 وصال بالحق دوالجلال جی تاریخ اجد جی حساب سان
 هن عاجز حقیر فقیر غلام غلامان مکن مشریف
 اردو بیتن ی چٹی آھی جیکا ھید دراج آھی۔

مرشد ما گل حسن نور لہدی
 حازن ماحمت شہ لطف و عطا

تو ہمیشہ زندہ جاوید ہے
 چشم عاجز سے اگر چھپ گیا

غیب سے القا ہوا سال وصال
 شاہ لواری مشکل کشا صاحب لو۔

حضرت پیر بادشاہ

جن جي زندگي مبارڪ جماعت لاءِ راهِ هدايت ۽ راهِ مشعل
لکھا بلي ڪا ٿيئي کان گھڻا شڪر جو هن ناچين بنده کي پير بادشاہ جن جي
بيعت مبارڪ ڪرڻ جو شرف حاصل ٿيو ۽ سندن بيعت مبارڪ ڪري
جو شرف حاصل ٿيو ۽ سندن بيعت مبارڪ ڪري کانئن توجھ وٺي طريقت
پاڪ ۾ داخل ٿيس۔ شڪر الحمد للہ۔

هن بنده کي حضرت پير بادشاہ جن سان ملاقاتين ڪرڻ جو شرف
تمام گھڻا دعا حاصل ٿيو۔ جو پاڻ خاص مهرباني فرمائي مشرف ڪيائون۔
پاڻ پير بادشاہ جن هر ڪنهن غريب امير سان هڪ جهڙي نموني پيش
آيندا هئا۔ وٽن غريب ۽ امير سڀيئي هڪ برابر هوندا هئا۔
پاڻ قبله جن کي اها ڳالھ قطعي پسندن هئي ته ڪودات پات جي ڪري يا
خاندان جي ڪري يا امير هجڻ جي ڪري ڪوبه ماڻهو ٻئي ته فوقيت رکي ٿو۔ پاڻ
سدائين اهو درس آڏيندا هئا ته سڀ انسان برابر آهن ۽ پلامرو ۽ پيامو چارو
اهو آهي جيڪو نڪو ڪار آهي۔ پاڻ بدي جي شادي جي سخت خلاف
هوندا هئا۔ پاڻ بادشاہ تمام سادو ڪاٺيندا هئا۔ سادو پهريندا هئا
تمام تدبير سان ڳالها ٿيندا هئا۔ وٽن ڪابه ڳالھ پيش ڪئي ويندي هئي
يا ڪا حقيقت سامهون ايندي هين ته ايتائين انجي پيچا ڳاچا ڪرائيندا

۱. هنڌا هئا جيتائڙ ڪڇي صحبي ۽ سڀي ڳالهه سامهون نه اچي وڃي
هر ڪنهن کي اها تلقين ڏيندا هئا ته جيڪي ڪجهه حقيقت هجي اها اصل
حال ۾ پيش ڪئي وڃي. ڪنهن جو ڊپ ڊاءُ نه هجي ڳالهه جي. هر حال ۾
خدا کان ئي صرف ڊچڻ ڳالهه جي. پئي ڪنهن کان ڊچي رياءُ نه ڪرڻ
ڳالهه جي. پاڻ حضور هميشه نيڪي ۽ چڱن ڪمن ڪرڻ جي تلقين ڪندا هئا.
پاڻ ڪريمن کي علم. ادب. سائنس. جغرافيه. طب ۽ ٻين علمن
تي ڪافي عبور هوندو هون. هميشه حساب ڪتاب ليکي چوڪي ۾ تمام
گهڻي پڪائي سان ڪم وٺندا هئا. ڪهڙو به ڪم هجي چاهي ذاتي
نوعيت جو هجي يا دنيا داري بنسبت. ته به ان ۾ صلاح مشوره ضرور ڪندا
هئا. پاڻ حضرت جن هر مشڪل مان مشڪل مٽائي جو حل صرف چند لفظن
۾ فورن ڪرڻ فرمائيندا هئا. ڪنهن جو رياءُ نه ڪندا هئا. غريبن جو
مفت علاج ڪرايائيندا هئا.

مون کي هڪڙو واقعو ياد اچي ويو آهي ته هڪ دفعه بابا
مرحومون سان ڳالهه ڪئي ته شهنشاهه امام العالمين خواجه پير
احمد زمان قدس سره جن جي حضور ۾ لوارِي شريف ۾ ڪجهه
مولوين جي ملاقات دوران پاڻ فرمايائون ته توکي ئي آهي جيڪا تقدير
کي ڦيرائي ٿي ڇڏي. اها تقرير مبارڪ سندن تقريباً ۳-۴ ڪلاڪ هلي
۽ مختلف نمونن سان مختلف دليلن سان پاڻ اهو ثابت ڪري
فرمايائون ته صرف توکي ئي تقديرن کي ڦيرائي سگهڻي ٿي. بابا مرحوم

چيو ته مون سندن ان فرمان پاڪي تي عمل ڪري توڪل ڪرڻ تي پاڻ
 کي هيرايمرءِ توڪل ڪرڻ منهنجي عادت بنجي ويئي. ان بعد
 پاڻ قبله پير احمد نما مان قدس سره جن ڪراچي آيا ۽ پوءِ امرتسر
 واپس آيا. امرتسر ۾ هڪ ڏينهن پاڻ فرمايائون ته تد بيرئي آهي جيڪا
 تقدير کي قبرائي ٿي سگهي. مون اها سندن تقرير مبارڪ ٻڌي. اهي
 ٻه متضاد فرمان پاڪ ساڳي هستي مبارڪ جي زبان مبارڪ مان ٻڌڻ
 کان پوءِ اهو احساس ٿيو ته تد بيرئي آهي جيڪا تقدير کي قبرائي ٿي
 سگهي. پر مون جو ڪافي سالن کان توڪل ڪرڻ تي پاڻ کي هيرايمر
 ان کي تد بير ڪرڻ ڏاڍو ڏکيو ۽ ناممڪن نظر آيو. ۽ ائين به پئي
 سمجهيو ته هاڻ تد بير ڪرڻ کان سواءِ تقدير ڪانه بدلي چوڄو سندن
 فرمان پاڪ ائين آهي. ان تقرير مبارڪ ٻڌڻ بعد مون کي سچي راند
 نڀانه آئي ته هاڻ اءُ ڪيئن تد بير کي عمل ۾ آڻي سگهندس. مڃج جڙ
 آءُ بانراڙ ڏانهن پيدل پئي ويس ته اوچتو آواز ٿيو ڏسان ته پيا
 حضرت قبله پير احمد نما مان قدس سره، نانگي ۾ ويٺل آهن ۽ مون
 فرمايائون ته بنگله پاڪ تي ويڃ جو پچار يعني پير ياد شاه جن
 اڪيلا آهن. هتي ڪوبه خدمتي ڪونهي. تون ايتسا سندن خدمت
 ۾ راهج جيستاءِ پيو ڪو خدمتي اچي وڃي. آءُ سڌو بنگله پاڪ
 تي آيس ته پاڻ حضرت قبله پير ياد شاه قدس سره، جن فرمايو ته حاجي احسان
 ڪيترا ڏينهن تيا آهن ته شطرنج ڪانه ڪئي اٿئون. هي چاڻي ڪٿي هڻ پيڻ
 مان راند ڪڍي اچ ته راند ڪريون مون ان پيئي مان راند ڪڍي ۽ راند ڪڍي

مون کان ڪاوڙي غلطي ٿي ويئي جنهن تي
 پاڻ پير بادشاهه جن فرمايو ته - چاق آهين يا بيمار - تون اهڙيون غلطي
 چالون هلندي ته، اند جو مزو ڪهڙو ايندو - پاڻ فرمايائون ته
 ڏس هي ڪٿي غلط چال هليو آهين - مون عرض ڪيو ته قبل چاق
 به آهيان ۽ بيمار به ۽ مون سربستو احوال سندن تقريبن مبارڪن
 واسو عرض ڪري پڌايم ته هاڻ ته آءٌ سخت مونجهار ۾ ۽ مراڇي ويو آهيان
 تنهن تي پاڻ پير بادشاهه جن نهه ٻه فرمايائون ته چاتو ڪل مڪمل تدبير
 ڪانهي ڇا؟ - جي، اند سولي نموني ڪري هڻي ته ڪرڻه ڪٿي راند
 بند ڪريون - سندن ايترو چوڻ ۽ منهنجا مونجهارا ڪم ٿين.
 چوڻه ٻئي ڪلام پاڪ پاڻ ۾ متضاد نه هئا پر هڪ ٻئي جي تشريح ۾ هئا
 جيڪي مونکي سمجهه ۾ نٿي آيا - ان بعد، اند ڪري پوري ڪئي سون -
 سو حضرت پير بادشاهه جن هر ڪنهن ماڻهوسان سندس حال ۽ حال
 موجب ٿورن لفظن جيڪي مڪمل ۽ مڪمل هوندا هئا مهرباني
 ڪرڻ فرمائيندا هئا -
 پاڻ پير بادشاهه جن هر ڪنهن مجلس پاڪ ۾ سندن رشتيدارن
 ۽ نياڻي جوڌ ڪر تمام ڊڪڙڪ نموني ۾ ڪندا هئا ۽ فرمائيندا هئا ته
 مونکي تمام گهڻو اڻڻ -

- آءٌ ان وقت اهو سمجهڻ کان قاصر هيس -

ته آخر پاڻ پنهنجي گهر ۽ معاملن جون اهڙيون ڳالهون جماعت
 وارن سان ٻار ٻار چوپيا ٿا ڪن - جڏهن هڪ عام ماڻهون به گهر ۽

ان قسم جون ڳالهين پئي سان ڪرڻ ۾ پنهنجي بي عزتي محسوس
 ٿيو. پر سندن هن دنيا تان قدم مبارڪ کڻڻ بعد اهو معلوم ٿيو ته پاڻ
 خدا تعاليٰ جي هدايت لاءِ باهه باهه کين ڏنا آهن ته اهي رشتيدار به خواه
 خواه نياڻي سندن خير خواه نه نه آهن مگر سندن دشمن آهن ۽ انهن کان
 خبردار ۽ هوشيار رهجو. مگر صد افسوس جو جماعت سندن واقع
 سدجھائي ۽ هدايت جي باوجود انهن دشمنن جي ڪڍ لڳا آهن.
 پاڻ لفظ خاندان جي سخت خلاف هوندا آهن. جيڪا جماعت جي پيڻي
 پيڻي کي خبر آهي پوءِ ته هن مهل جماعت خاندان جي
 رت لڳائي رهي آهي. مثال مالڪ سائين کين سمون بهارت سڃاڻپ
 واري جو نصيب ڪري آمين.

هڪ ڳاڻو آءُ سندن حضور پاڪ ۾ ويندو هو سو جتي غلام حسين داهري
 سندن حضور پاڪ ۾ عرض ڪيو ته قبله اسان کي عمر جو ڳوٺ تقريباً ۱ ميل
 کن آهي. پر رات جو ٻارن سميت اتي علم پاڪ هيٺ اچي ۽ وڃي
 ۾ تڪليف ٿي ٿئي ۽ هن وقت امام دين جي ڳوٺ جيڪو اسان جي
 پير آهي اتي به نٿا وڃي سگهون. مهر باني فرمائي اجازت ملي
 ته علم پاڪ سنڌي ڳوٺ ۾ چاڻڻ هيون. پاڻ پير بادشاهه جن کيس
 موجوده سجاده نشين حضرت پير فيض محمد مدظلہ جن کان وڃي
 اجازت وٺڻ جو فرمان پاڪ ڏنو.

هڪ ٻئي دفعي جو ڏکڻ آهي جو پاڻ بادشاهه کان وڌيڪه ماني ٿي
 وارن علم پاڪ چاڻڻ هڻڻ لاءِ اجازت گهري کين به موجوده سجاده نشين
 حضرت پير فيض محمد مدظلہ جن کان وڃي علم پاڪ جي چاڻڻ هڻڻ جي

اجازت وٺي لاءِ حڪم مليو ۽ کين موجوده سجاده نشين جن اهڙي اجازت
ڏني ۽ اتي وسائڻ فقيرن وٽ علم پاڪ چڙهيو جيڪو واقعو پنهنجي محبوب
پير بادشاه جن جي زندگي مبارڪ دوران هيو.

اهي طريقت پاڪ جا خاص ڪم ۽ پيا ڪيترائي نانڪ ڪم ۽ مسئلا
پير بادشاه جن پاڻ پنهنجي حياتي مبارڪ دوران موجوده سجاده نشين
جن کان ڪرائيندا هئا. جنهنجي تقريباً سڄي جماعت کي سُڌ آهي. چيا
اهوان ڪالھ جو ثبوت نه آهي ته پاڻ پنهنجي زندگي مبارڪ دوران ئي موجوده
سجاده نشين جن کان سجاده نشين واريون خدمتون سرانجام ڪرائيندا هئا.
اهو ته بادشاه جن جو احسان چڱي جو پاڻ وصيقت نامون لکي ڇڏي
ويا ته جيئن دشمن شيطان پليٽ جي ڪارڻ کان جماعت بچي سگهي.
الحمد للڪافي جماعت حضرت پير بادشاه جن جي فرمان پاڪ کي آمين.
ڪنڊي لپيڪ چوڻدي موجوده سجاده نشين حضرت پير فيض محمد صاحب
مد ظله جن کي پنهنجو روحاني پيشوا ۽ سجاده نشين درگاه لوار شريف،
تسليم ڪيو آهي ۽ کين اها عزت ڏني آهي. جيئن مرشد جو فرمان هو سال مالڪي ڪريم
جماعت کي حضرت پير بادشاه جن جي امر پاڪ مڃڻ جي توفيق عطا
فرمائي. آمين. ۽ حضرت پير بادشاه ڪريم جن جي ٻڌايل. هدايت
وارن راستن تي هلڻ جي توفيق عطا فرمائي ۽ پنهنجي پيارن جي سڃاڻپ
عطا ڪري. آمين. سال اسانجو مرشد اسان پانهن سان راضي هجي ۽
طريقت پاڪ جي خدمت ڪرڻ جي توفيق عطا فرمائي آمين.

والسلام.

تخریب

محمد صادق لاکیر ولد محمد ابراهیم لاکیر گونڌ

گهارو تعلقه میہتر ضلع دادو

حضرت پیر یاد شاہ قدس سرہ

جن جي زندگي جا مختلف پہلو

هن مضمون کي شروع ڪرڻ کان اڳ آءُ اهو ضروري ٿيو
سمجھان ته آءُ پنهنجي متعلق ٿور و احوال ڪيان ته آءُ
ڪيئن جماعت لواري شريف جي حلقي ۾ آيس۔

۱۹۳۲-۳۳ ڌاري گهمڻ ڦرڻ ۽ زيارت جي خيال سان
لوري شريف ۾ اچڻ ٿيو۔ آءُ مرید ڪونه ٿيس البته قاضي
امان الله ڌڙاڻي ۽ محمد شريف سان ڏاڍو واران سان قربت
ضروري هئي۔ انهي وقت ۹-۱۰ ذوالحجرت جي متبرڪ ڏينهن
۾ مٿين دوستن مون کي چيو ته هلي گهمي ڦري اچ ۽ هلي
حضرت امام العالمين جي ۽ روضه شريف جي به زيارت ڪر۔
انهي موقعي تي جنهن طريقه عاليه نقشبندي ۾ داخل ٿيڻ وارن
کي سنڌ ٿيو ته ان تي مون انڪار ڪيو ۽ واپس ڳوڻ هليو آيس۔ انهن
ڏينهن ۾ مون کي هڪ الجهن درسي هئي۔ بظاهر انهي جي
سلجھڻ جي ڪا اميد ڪانه هئي انهي لاءِ آئون پيرن فقيرن کي
پوستا ٿيندو هئس ته من ڪنهن ڪامل ولي جي نظر ڪر مسان

منهنجو مسئلو حل ٿي. انهي دوران رومن پاڪ
جو تصور حضرت سلطان اولياءَ کي دعاليءَ پاڌايم ته روح
کي نهايت اطمینان حاصل ٿيو. پوءِ هن درگاه پاڪلاءِ احترام
جو جذبو پيدا ٿيو. ۽ پٺي سال اچي حضرت اما العالمين جي
حضور ۾ دست بيجت ٿيس ۽ طريقه نقشبندي جو پوئلڳ بڻيس
سندن برقي هٿاڻ بعد آئون کافي عرصو هڪ عام مريد جيان
سندن فرزند ۽ جانشين حضرت پير بادشاهه گل حسن مديني
قدس سره جي دربار ۾ ايندو رهيس. ۱۹۵۳ع ۾ لواري
شريف ۾ راسخ مل جو بنياد وڌو ويو. منهنجو ڪجهه
مشينري سان واسطو رهيو هو. ڪجهه وقت کانپوءِ عمل جي
مشين ۾ ڪنهن درستگي لاءِ مون کي گهرايو ويو. جيڪي مون
پنهنجي لياقت آهر درست ڪيو. پوءِ اڪثر مون کي گهرايو
ويندو هو. اهو سلسلو ۱۹۷۴ع تائين قائم رهيو. ساڳئي سال
۾ مون کي ڪراچي گهرايو ويو ۽ امر ٿيو ته لواري شريف اسٽيٽ
جي جاغ پرتال ڪيان. مون عرض ڪيو ته مون وقت ايتري
علمي قابليت ڪانهي نڪورِي ڪوانهڙو تجربو آهي. جو
ڪاروبار جي جاغ پرتال ڪري سگهان. پاڻ مون تي
اگر مبارڪ ڪئي فرمايائون ته ڇا تو ۾ گهڻو ڪين ڪري (آهي
تقريباً انهي وقت کان آءٌ جهڙو ڪر سندن مقررن ۾ شامل

ٺٺس۔ جٺڪا خدمت آئون سندن آخروقت تائين انجام ڏيندو
 رهيس۔ تنهن وقت کان وٺي سندن حضور مه وقت به وقت
 ملاقاتن ڪندو رهيس، سندن شخصيت نهايت ئي اعليٰ ڏسي
 پاڻ نهايت ساده مگر پر وقار، هر وقت ترو تازو نظر
 ايندا هئا۔ خوش طبع به گهڻو هئا ۽ ٻارن کي به، به
 انتظامي ۽ فصوله خرچي کان کين نفرت هئي، هڪ ڳالھ
 جيڪا مون نوت ڪئي ته پاڻ ملڪي توڙي غير ملڪي

حالات تي تمام گهري

نظر رکندا هئا۔ اخبارات و رسائل جو مطالعو به تمام گهرو
 ۽ گهڻو هو۔ اڪثر خبرن مان قطعي ۽ صحيح نتيجا اخڙندا
 هئا۔ هڪ دفعي لبنان جي ويڙهه تي گفتگو ڪندي فرمايائون
 ته مون بيرون ۾ ائين ئي متعلق معلومات ڪئي ته شهر
 ۾ ڪا به چر پو نظر نه آئي مگر پوءِ ۽ جڏهن هڪ ساگر
 سان گفتگو ڪيم ته هن شهر اڳاٽو شروع ڪيو۔ تنهن
 مان مون اندازو ڪيو ته لبنان هاڻ خانجنگي جي
 قريب آهي۔ آءُ پوءِ ۽ جڏهن پاڪستان پهتس ته هن
 ستن ئي اخبارن ۾ پڙهيم ته لبنان ۾ جنگ شروع
 ٿي ويئي آهي۔

سندن حضور ۾ جماعت جي فلاح متعلق تمام
 گهڻي گفتگو ۽ سوچ وڃي پراڻي ٿيندي وئي۔ سندن اها تمام

ته جماعت تمام گهڻي خوشحالي هجي ۽ امن ۽ نٻاڪنهن
 ته ائين جي زندگي گذاري ۽ کين ^{جديد} سهوليتون مسيرا چئن
 انهي ڪري پاڻ تعليم متعلق ان حد تائين ڪندا آهن
 حضرت خانقاوارواري بادشاه جو قول مبارڪ آهي ته
 ڪوبه علم جمالت کان بهتر آهي. اهو ڳالهه به آشڪار
 آهي ته جماعت جتي ي پوءِ پڙهائيندا آهن اهو آهي. ايتري ڪنهن
 به نه هئي، اهو سندن فرمان مبارڪ تي عمل ڪرڻ جو ئي
 نتيجو آهي. ۽ منهنجو اهو ايمان آهي اگر اسان پنهنجي
 وقت جي مرشد جي پوري ايمانداري سان سمجهي
 پوئڙي ۽ فرمانبرداري ڪنداسين ته اسان کي ڪو
 روحاني مسخه هٿو ته درپيش نه ايندو پر دنياوي
 پریشانين به هٿي پڙي ٿي وينديون. دوران گفتگو
 هڪ دفعي پڇيائون ته اسان ڪجهه ^{رقم} مخصوص ڪري
 فلاح جي ڪم لاءِ رکي آهي. ان کي کين استعمال ڪجي.
 مون عرض ڪيو ته ڪيبل ڪان شريف ۾ جماعت
 کي رهائش جي بعض اوقات تڪليف ٿئي ٿي انهن
 لاءِ اتي ڪا اڏاوت ڪجي. پاڻ فرمايائون ته ايتري
 رقم ڪانهي پوءِ فرمايائون ته مون اهو سوچيو آهي ته
 انهي رقم مان غريب بيمار جماعت وارن جو وقتي سٺي

اسپتال ۾ علاج ڪراجي. پوءِ ڪراچي ۾ جيڪي بيمار غريب جماعت
 وار ايندا هئا سي بنگي اسلام ڪلب ۾ رهندا هئا. هنن جو
 سندن خرچ تي مهاڻو علاج ٿيندو هو.

پاڻ اڪثر مون سان پنهنجي زندگي جي حالات متعلق
 گفتگو ڪندا هئا. انهي موضوع تي گفتگو ڪندي گهڻو ڪري پنهنجي
 جي مخالف رشتيدارن جي ڪار ڪڍاري خصوصي طرح بيان ڪندا
 هئا. ڪڏهن به انهي ڳالهه ۾ عام محسوس نه ڪيا ٿوڻ ته هو

مائٽ آهن يا پنهنجن جا ڪهڙا عيب کولجن ۽ انهن جون

ڳالهيون لڪائجن. مون کي به تاڪيد ڪندا هئا ته جماعت ۾ اهو

ڳالھ سڀ ڪنهن کي پڌاڻو ته هنن مون سان ڪهڙا قرب وڌيا

آهن. انهي ڳالهه ۾ بالڪل شرم نه ڪيو ته هو منهنجي

مائٽ آهن. انهن ماڻهن جو ڪوبه لحاظ نه رڻو. هي مائٽ

منهنجا اولين ۽ آخري دشمن آهن ۽ مونسان ڪڏهن

به پلائي نه ڪندا. ۽ نه ئي وري هنن مان چڱائي جي اميد

ڪجي. پوءِ پاڻ گهڻائي واقعا بيان ڪيا ٿوڻ. مثال طور

لاڪاڻ جبل ڏانهن شڪار ڪندي پير محفوظ جي پروفيسر

منگوي سان ڳالهه ٻولهه وارو ذڪر ڪيا ٿوڻ، سولجر بانرا

۾ مٿن قتل جي ڪيس جي فرياد داخل ڪرڻ يا وري وقت

وقت سندن ڌيءَ سان ٿيندڙ گفتگو به ڪري پڌاڻا هئا.

مون کي سنڌن سور هيائڻ تي تعجب نٿو ٿيندو هو ته پاڻ ڪيڏي

نه پياري سان پنهنجي شريپند ماڻهن جي مذموم ڪوشش

کي ناڪام بنايائون وڌيڪ اهڙي قسم جا حالات هڪ عام ماڻهو

لاءِ موت جو جوڪار ٿا به بنجي سگهن ٿا. في زمانه انسان

روحانيت کان ايترو ته غافل ٿي ويو آهي جو ماڻهو ڪنهن

پياري کي بلڪل تسليم نٿا ڪن ۽ نه ئي وري اهو مڃين

ٿا ته اچوڪي نفسا نفسي جهڙي دور ۾ ڪو صاحب قلب

به ٿي سگهي ٿو. مگر منهنجو مشاهدو مون کي انهي اقرار

تي مجبور ڪري ٿو ته سنڌن جهڙو ولي ڪامل دنيا جي

ڪنڊ ڪڙيچ تي نه هو.

سنڌن حضور ۾ وڃڻ سان روح کي راحت اچي

و پياري هڻي ۽ قلب کي سکون سنڌن نظر ۾ نشا

پوشيدا هڻي سنڌن ڪلام بي نظير هو. مون جنهن

به کين خلوص دل سان پڪاريو پاڻ سنڌ سان ساڻي ٿيا.

حاصل ڪلام ته سنڌن ذات جا ايترا ته پهلوان آهن جي

اسان جي هڪ عمر انهن کان واقفيت حاصل ڪرڻ لاءِ

ناڪافي آهي. نه ئي وري اسان جي زبان ۾ ڪلم کي اها

قوت آهي. جو هفتري لاشاني ذات جي مزاج جو احاطو

ڪري سگهن.

صرف اها دعا گهريندڻا آهيان ته سندن محبت
 منهنجي دل ۾ هميشه لاءِ گهر ڪري ۽ مون ۾
 ڪي به منهنجي اولاد کي حضرت سلاطنت
 الا اولياءُ جي حضور سان وابستگي نه ٿي
 مڃي _____ آمين

تحریر: مایر محمد پیرزادو

حضرت قہلم پیر پاد شاہ گل حسن مدنی

نقشبندی قدس سرہ

مرشد کریم حضرت خواجہ پیر پاد شاہ جن جي ولادت باسعادت
تاریخ ۱۳ ماہ شعبان سال ۱۳۲۴ھ بروز آچر شام جي وقت لواری شریف ۾
پاڻ اڃا ننڍڙا ئي هئا جو سندن والد بزرگوار حضرت پیر احمد نمان
قدس سرہ جن کین ساڻ ڪري وڃي امرتسر ۾ اسلام ۽ طریقت جي پرچار
لاءِ رهيا. ستنیدارن جي اثبوت ۽ دشمني سبب کین والد سڳورو سدائین
گذر کڏو هو.

سندن والد بزرگوار کین وڌل سردار جي نالي سڏيندا هئا. پاڻ اڪيل فرزند
ارجھندا هئا، کین پيو ڪوبه پاءُ ڪونه هو، صرف ٻه پيڙيون هيون.
سندن چهروراءِ عبدالرڪيل هو. پاڻ قداور مٿس هئا. سندن
پوشاک سادي مگر صاف ستري هوندي هئي. پاڻ ڪنهن کان به مفت
۾ ڪونه وٺندا هئا، سندن هر هڪ خليفي ۽ خادم جي پگهار مقرر هوندي
هئي. پڻ انهن جي رهائش ۽ کاڌ خوراڪ جو انتظام ڪيل هوندو هو.

عزيمين ۽ مسڪينن کي تشادي توڙي بيماري ۽ غمي ۾ خاصي امداد ڪندا هئا. روزگار ڏيارڻ جي سلسلي ۾ مريدن جي گهڻي اعانت ڪندا هئا. سندن ذاتي ڪوشش سان لواري شريف جي ننڍي ٽري ڳوٺ ۾ شهري سهوليتون مهيا ٿي ويون. لواري شريف ۾ هاءِ اسڪول، گرلس مڊل اسڪول، اسپتال، بجلي وائرسپلا ۽ ٽيليفون جون سهوليتون ملي ويون. شهر ۾ جيڪي به ماڻهو لڏي اچي رهندا هئا، تن کي بغير معاوضي جي پلاٽ ڏنا ويندا هئا، جيڪو شخص دوڪان ڪري لاءِ ارادو رکندو هو، ان کي پڻ بغير مسواڻ جي جاءِ ملندي هئي.

حضرت پير بادشاه جن پنهنجي خدا داد ذهني قابليت سان سڀئي علم معقولات ۽ منقولات جا حاصل ڪري ورتا. سڀني علمن تي مڪمل عبور ڪندا هئا. پاڻ سنڌي کان علاوه اردو، پارسي، عربي ۽ انگريزي ٻوليون پڻ پڙهي، لکي ۽ سمجهي سگهندا هئا. پاڻ عبراني زبان پڻ پڙهي ۽ سمجهي سگهندا هئا. حضرت جن فقه، حديث، تفسير، فلسفہ، تاريخ، جاگرافي، حڪمت، زراعت، سياست، ادب ۽ تصوف ۾ مهارت رکندا هئا، فن سپاهيگري، نشانہ باني ۽ ورزش جا دلدادا هوندا هئا. حضرت پير بادشاه جن ڪامل ۽ مڪمل هئا. ايتري قدر ذهين هئا.

جو پاڻ فرمائيندا هئا ته: ”اسان کي اڍائي سالن جي چمار کان وٺي سڀ حقيقتون ياد آهن.“ حضرت پير بادشاه جن جي حافظي جو اهو ڪمال هوندو هو جو اکر ڪا حقيقت ذهن ۾ پنڌ رهن سالن کان اڳي بيان ڪيل، وري جڏهن

اهل حقيقت پيهر بيان ڪندا هئا ته بلڪل ساڳين الفاظن ۾ اطهار ڪندا هئا. ڪيتري وقت گذرڻ کان پوءِ به کين جيڪا ڳالهه هڪ ڀيرو ٻڌائي ويندي هئي، کائڻ ڪافي وقت گذرڻ جي باوجود اها ڳالهه وسرندي نه هئي يا ڏيکارڻ مان هڪ حقيقت مثال طور پيش ڪجي ٿي، محترم محمد پناهه ڦرڙي کان روايت آهي ته تاريخ ۲۳ فيبروري ۱۹۷۶ع تي جيئن ئي سندن حضور ۾ ويٺو هوس ته پاڻ پاڪستان نهن کان اڳ جو قصو بيان ڪيائون ته قاضي محمد اشرف ٽنڊي جان واري ٻڌايو ته ”حد تي وٺي آهي جو رستي تان ويندڙ بيل گاڏي ۾ ويٺل ماڻهن کي رات جي وقت ۾ ٽنڊي باکي لڳ ڦريو ويو آهي.“ تنهن بعد پاڻ فرمايائون ته ”هاڻي. سپر هاءِ وي تي ڏينهن جو بس پئي ڦرجي ته سڀ ڪو چوي ٿو ته معمولي ڳالهه آهي.“ جڏهن مون (محمد پناهه) اهو قصو محترم قاضي محمد اشرف ٽنڊي جان محمد واري سان ڪيو، تڏهن هن عجب ۾ پئجي ويو ۽ چيائين ته: ”واقعي اهو قصو مون سندن حضور ۾ ۱۹۶۲ع ڌاري پيش ڪيو هو.“

سندن مزاج سنجيدو ۽ سائتي ڪو هو. ڪڏهن ڪنهن سان چرچو ۽ مذاق نه ڪيائون. سڄي ڄمار ۾ ڪڏهن به وڌو ته هڪ نه ڏنائون؛ هميشه حق ۽ سچ جا پرچار ڪ رهيا. ڪوڙ ۽ ڪلاڪان سخت نفرت هين. وٽائڻ ڪوبه سوالي خالي نه مونيو. سڀني ايندڙ مريدن ۽ معتقدن کي مشڪندي منهن ”پلي ڪري آيا“ چون فرمائيندا هئا. پاڻ نهنائي ۽ حليمائي جو منظر هئا. سندن سامهون ڪٿي ڪوشخص سندن خلاف بڪ ڪندو هو ته ان کي ڪي ڪين چوندا هئا. سندن کاڌو ۽ پوشاڪ سادا هوندا هئا. انهي مان چيائڻ نه

ڪيائيندا هئا. سڀيٽي ٿي استعمال ڪندا هئا. سندن اٿڻي ويهي ٿي ۽
 اڀرواري نه هوندي هئي تان ۽، هٿ ۽ ٽيڳڙن کان سخت نفرت هوندي
 هئي، کين هارين ۽ مزدورن سان همدردي هوندي هئي. هڪ دفعي
 جو ذڪر آهي ته پاڻ ۲۱ جون ۱۹۷۵ء تي قاضي احمد ضلعي نواب شاھ
 ۾ حضرت پيرمياڻ فيض محمد دمائي نقشبندي وقت آڻي فرمائيندو
 سخت گرمي جو ٿاڻو هو، جاءِ ۾ پڪو هلي رهيو هو، پاڻ اهو پڪو
 بند ڪرايائون ۽ فرمائون ته: ”ايتري گرمي ته ڪانه آهي، مون رستي
 ۾ ڏٺو پئي ته هارين زمين ۾ ڪم پئي ڪيو.“

پاڻ حڪمت جا حاذق هئا ڪهڙي به بيماري هجي ان جي تشخيص ڪندا
 هئا. سندن علاج آسان ۽ تمام سستو هو. جنهن ۾ سرندي وارن کان دوائِ
 جاپڻا ورتا ويندا هئا ۽ غريبن لاءِ مفت علاج هوندو هو. پاڻ تمام رحمدل
 هوندا هئا جو سندن اڳيان پڪي يا جانور ڪهڙي لاءِ ايندو هو ته ان کي ڇڏائي
 ڇڏيندا هئا. سندن ارادي ۽ هدايت موجب حضرت سلطان الاوليا حواجه
 محمد الزمان قدس سره جن جي عرس شريف جي موقعي تي ادبي

ڪانفرنسون ٿينديون رهيون، جشن سلطان الاولياءِ سنڌ جي
 مختلف شهرن ۾ ٿيندا رهيا. جن ۾ ڏيهي توڙي پرڏيهي اديب،
 عالم، دانشور ۽ شاعر شريڪ ٿيندا رهيا. لواري شريف ۾ سيرت النبي
 ۽ نزول قرآن پاڪ جا جشن سنڌ سعي سان ٿيندا رهيا. سندن ذاتي
 توجهات سان وقت جا سربراه، مشير، وزير ۽ مشائخ عظام ۽ علماءِ علم
 درگاه شريف تي حاضر ٿي پريڻدا رهيا. مگر پاڻ ڪنهن ۾ به لالچ يا

غرض نہ رکندا هئا، انهن کي حق ۽ سچ جا الفاظ چئي ڏيندا هئا. پاڻ حضرت سلطان الاولياءُ قدس سره جن جا حقيقي وارث ۽ جاءِ نشين هئا. سندن سچي زندگي مبارڪ پنهنجي اسلاف ڪرام جي سکيا جي تبليغ ۽ صرف ٿي، پاڻ انڌي تقليد اجاين ۽ اڍنگين رسمن جهڙوڪ: بددي جي مني يا ننڍي عمر جي شاديءَ جي خلاف هوندا هئا. ذات پات رنگ نسل ۽ مذهب جي هٿرادو پيڻن جي خلاف جهاد ڪندار هئا هئا، ان جو سندن پوئلڳن ۽ تمام گهڻو اثر ٿيو. سندن مرید ذاتين جي چڪرمان نڪري مٿيون مائٽيون ڪندار هندا هئا. ڪيڏو به وڏو ماڻهو غريب ماڻهو کي سنگ ڏيڻ ۽ عار نه ڪندو هو.

حضرت جن کي پنهنجي وصال جو پيرو پئجي ويو هو، تن چئن سالن کان جماعت جي فقيرن کان پڇندا، هيءَ روضي شريف ۾ ڪيتري جاءِ ٿي آهي. ان سان گڏوگڏ، شتيدارن جي خصومت سببان ۲۲ جون ۱۹۷۸ تي درگاه لواريءَ شريف جي خدمت لاءِ پنهنجي خليفن مجاز حضرت پيرميان فيض محمد ولد پيرميان پير محمد درگاه قاضي احمد ضلعو نواب شاه جن کي مقرر ڪري وصيت نامو لکي تهديق ڪرايائون ته جيئن کين پٽ جو اولاد نه ٿئي ته اهو مشڪل ۽ اهم مسئلو ڪنهن مونجهه جو سبب نه بنجي.

حضرت پير بادشاه جن جو وصال ۲۶ ذوالقعد سال ۱۴۰۲ھ بروز اربع شام جو چيڻ بجي ڌاري ڪراچي ۾ ٿيو، سندن وصال جو اطلاع جتي جتي ٽيليفون جي سهوليت هئي مریدن کي اطلاع ڪيو ويو. سندن

جا جن سان به تعلقات هئائتن کي به آگاه ڪيو ويو. موٽرن جي جلوس ۾
 کين لواري شريف ۾ آندو ويو. هن عمرده رسومات ۾ پڻ معززين کانسواءِ
 جناب قاضي محمد اشرف تندو جان محمد، جناب فقير عبداللہ صاحب
 چيل (عمرڪوٽ) ۽ سرائي مبارڪ هاشمائي گاڏ (جهڏو) پڻ شامل هئا. جتي
 مسج جو ائين بچي، روضي شريف جي صحن ۾ نماز ادا ٿي، جنهن ۾ سڄو
 صحن ماڻهن سان ڀريل هو، ان کان علاوه ترچا پڻ سوين ماڻهو سندن آخري
 ديدار مبارڪ جي رسمن ۾ شريڪ ٿيا. مردن کان علاوه مومنيا پڻ سندن
 آخري ديدار ڪيو، پوءِ کين سندن والد بزرگوار ۽ روضي شريف جي دروازي
 پاڪ جي وچ ۾ جاءِ ڏني ويئي.

جوگي پنهنجي جوڙ ويا، جهر جيئن نيڻ جهمن،
 سخن ساميٽن جاءِ هينٺي منجه هرن،
 سڄو موت مگن، اڌ ڪنا آرام لاءِ.
 (شهيد عبد الرحيم گرهوڙي عليه حمت)

حضرت پير بادشاہ و تدك سردانا قديس سمرالا

{هن مضمون جو ليکڪ محمد لائق ولد لال بخش ذات
جو شيخو امد و نيل ٻوٽ چنهتر ٻڌ نصير آباد ضلع لاڙڪاڻه
حاله ٻوٽه لواڙي شريف ضلع بدلين، حضرت پير
بادشاہ گلہ حسنہ شاہ قديس سرہ جنہ جو لاڳيتو
۴۰ سالہ خاصہ حاضر ٿي جو ملازم ٿي رهيو آهي
ڪانسٽر آڳوڻو سندس وڏو ڀاءُ مرحوم حاجي
عبداللہ عليہ رحمته پڻ حاضر ٿي ميملازم ٿي رهيو
آهي. ڪيس قبله ساڻس مرشدنا گلہ حسنہ شاہ
قديس سرہ جنہ جو قوبه حامله رهيو آهي
ڀاءُ پنهنجن جي تعليم به سندس وٽه اچي
بعد حاصل ڪيائين جو پهرين بلڪل اڻ
پڙهيل هو - - - - - مرتبہ

حضرت پير بادشاہ گلہ حسنہ شاہ قديس سرہ جنہ
پنهنجي والد حضرت قبله ساڻس بادشاہ امام العالمين
خواجہ احمد زمانه قديس سرہ جنہ جي وفات کان
پوءِ سال ۱۹۳۱ع ۾ ارشاد

جي مسند پاڪ تي جلوه انور ٿيا پاڻ مسند پاڪ تي ويهڻ
شرط جماعت لواڙي شريف جي ترقي لاءِ ڪوششونه

شروع کیا تو نہ پنہن جیے لھر مرید کھیے زیادہ کاخ زیادہ
 تعلیم حاصلہ کرٹے جو تاکید کند امنا اھوئیے
 سببے آھدی۔ جو لواریے شریفہ جھڑیے ننہیے گوئے
 مہکھاء اسکوکے ۽ ہڈگراسے سدک اسکوکے ہنہ وقت
 کد کرکے رہیا آھنہ۔ سندن اعلیٰ تدبیر۔ فرامتہ۔ قابنیے
 ۽ اعلیٰ دعاغیے جیے کرکے لواریے شریفہ جھڑیے گوئے
 ۽ جلیے۔ ٹیلیفونہ ایکسچینج۔ واٹر سپلائی ۽ پیا تر قیادت
 منصوبہ پایہ تکمیلے تیے پھتا۔ سندن جیے ڈیے کوشش
 سان لواریے شریفہ جیے آسے پاس واریونہ نہ مینونہ
 آبادیے لھینا آیونہ جیے آپے بنجر غیر آبادیونہ۔ جماعت
 ناجیہ لواریے شریفہ ۽ آپے کاہہ تعلیم کونہ ہوندیے لھئیے
 پاٹے ذاتیے کوشش و ڈیے پنہنجنہ مریدنہ کیے اعلیٰ تعلیم
 ڈیار یا توئے۔ کو مرید بیمار لھوند و لھو تہ پاٹے انہ
 مفتے علاج کندا ہئا۔ جو پاٹے بلند پایہ جاپوناخہ حکیم
 پٹے ہئا۔ یاودیے انہ مریدنہ جیے مرضے موجبے مختلف
 ڈاکٹرنہ ڈالھنہ موکلے ان جو علاج کرائیندا ہئا
 کثیرنہ غریبے نادار بیمار مریدنہ جو علاج پاٹے پنہن
 جیے خرچ سانہ کرائیندا ہئا۔ بدیے ۽ ذاتے پاٹے جیے
 ہنہ نوکینہ قائم کیے رسمن رواجنہ جیے سختے مخالف
 ہئا۔ پنہنجنہ ملازمین تہیے ڈاڈا مہربانہ ہوندا

جیکنہنہ کو ملانہ بیمار تھی پوندی ہیو تہ پاٹ ملیہ
 ان وقتہ وجیہ اُن جیہ مزاج پوسی کندا ہئا۔ بیمار
 ملانہ جو علاج پاٹے خود کندا ہئا یا پاٹے پنہن جیہ
 خرچ سانہ کنہنہ ڈاکٹرکان کرا سیدا ہئا۔ پنہنجیہ
 ہر امیرخوان غریب مرید کیہ ہک نظر سانہ ڈسندا ہئا
 نتیژنہ پارنہ کیہ تمام گھٹو پیا، کندا ہئا، کڈھنہ تہ کنہ
 پارنہ کیہ کٹیہ پنہنجیہ گود مہ ویہا، پیدا ہئا۔ کوہ عرضدا
 ایند وھوتہ ان کیہ گھرا ئیہ ان جو حالہ احوالہ ونیہ
 ان کیہ صلاح مشورہ و ڈنکیہ یا ان جیہ مدد کندا ہئا۔
 کوہ سوالیہ سندنہ در تانہ خالیہ کوہ ورنڈو ہو۔

وانڈکائی ڈپر تاریخ۔ طبع۔ اخبار و نہ پیا سنتیہ
 اردو انڈینریہ کتاب مطالع کندا ہئا۔ ہر علم تہ کینہ
 و تہ عبور حاصل ہو۔ ہر موضوع تہی گالہاٹڈ سندنہ لاء
 بلکلہ آسانہ گالہ ہئی۔ ڈاکٹر سانہ ڈاکٹریہ حکیم
 سانہ حکمت۔ نمیندا، سانہ نمیندا ریہ۔ واپاریہ سانہ
 واپار۔ ہاریہ سانہ ہاریہ جیہ موضوع تہی گالہاٹڈ
 ہئا۔ و تہ اولویہ عالم ایند اہئا تہ انہنہ سانہ قرآن
 شریف۔ حدیث شریف، فقہ جیہ گفتگو کندا ہئا۔ سندنہ
 اعلیٰ دماغی پے پاٹے جو عالم ہو جو نڈیا پٹے مہ مولویہ
 عبدالرحمان کوہ غازی پٹے کانشنہ منجھیک گالہین پے مسئلہ

جو حل پيچندو هو.

صبح جو سويو اٿندا هئا نماز پڙهڻ بعد ناشتہ ڪرڻ

هئا. پوءِ تلاوتِ قرآن پاڪ ڪندا هئا. —————

اچي ملاقات جو دور هلندو هو. شاه

اڪثر ٻانهن تفريح لاءِ ويندا هئا. پاڻ بهترين نشانہ به

ستياڪ پڻ هئا.

هڪ دفعه آئون (محمد لائق) ساڻن گڏ ڪنهن هونءَ ۾ نرو

هوسو پاڻ ڪالنگنگوڪري رهيا هئا ته آئون اچي پٽ تي ويهي رهيس

پاڻ هڪ ڪري فرمايائون ته لائق اتي ڪرسي تي ٿي ويٺو

۽ فرمايائون ته هونءَ جي ملازمت جي آڳاٽ مان پنهنجن جن

نوڪرن کي هيٺ ڪونه ڪندس. جيڪڏهن ڪنهن نوڪر کان

ڪاغذ تي پٽي ته ان کي سرزنش ڪري هدايت ڏيڻي

سمجهائي ڇڏي ڏيندا سٺا ته آڳاٽي خيال ۽ ڌيان سان هلي.

هڪ دفعه سال ۱۹۶۶ع ۾ پاڻ حيدرآباد ۾ هئا آسٽون

(محمد لائق) ساڻن حاضر ٿي ۾ ڪڏهن هوست. سندن هڪ مريد

مير خدا بخش مرحوم ٿيندو جان محمد ضلع ٿرپارڪر وارو اليڪشن

۾ بيٺل هو ان وقت کين اطلاع مليو ته ضلع جا وڏا سياسي

آڳاٽ مير صاحب جي مخالفت ڪري رهيا آهن ۽ انديشن

آهي ته مير صاحب اليڪشن ۾ ڪمائي پوندو. پاڻ اهو

ٻڌي ڏاڍا پريشان ٿي ويا ۽ فرمايائون ته اسان جو هڪ

ماڻهو مير خدا بخش اليڪشن ۾ بيٺو آهي ان کي سڀ
 ڪيائون جي ڪوشش ڪري ، هاڻي اهو پوءِ پاڻ هي ڪهاڻي
 شريف جي مصرح پڙهڻ شروع ڪيائين .

هي جماعت توجيئي سهر و سجا آمين چئو
 سامتنهن جي جي پيا مد شد منا آمين چئو
 تن ۾ ذڪر تنهن جو هجي ٿو وٺو آمين چئو

پاڻ اهي ستون يا ر جا پيئي پڙهيا ٿو آخر شام
 جو خبر پيئي ته مير خدا بخش اليڪشن ۾ ڪامياب ٿي ويو آهي .

عيد وغيره جي موقع تي پاڻي وارن جي گهر هلي وڃي

انهن کي عيد مبارڪ ڏيندا هئا . پاهران انب يا ڪو پيو ميون پکي

يا مڇي وغيره ايندي هئي ته اها پنهنجي سڀني دوستن

۾ جماعت جي معززين ۾ ورهائي ڏيندا هئا . اڪثر سندن

کاڌ خوراڪ ۾ پوشاڪ ، مٺي مٺي صاف سادي هوندي هئي

وڌائي اجائي ٺٺ وغيره کان نفرت ڪندا هئا . اڪثر گهمي خواه

ساديءَ ۾ ڪوٺا پهرجي پوءِ پاهن نڪرندا هئا . دوستن سان

ته شفقت ۾ مهرباني سان ملندا هئا پر پنهنجن دشمنن سان

جي سامهون اچي ويو ته بااخلاق نومي سان هم ڪلام ٿيندا

هئا .

هڪ دفعي ملاقات جي دوران قاضي محمد اشرف ٽنڊو

جان محمد واريءَ پٽ ايو ته قبله سائين بادشاهه امام العالين

خواجہ احمد نرمان قدس سرہ وصال کیونہ سید احمد شاہ
 گھوڑا وارو کراچی مان اسان سان گڈ بدین تائین ہلیو مگر
 پوءِ لواری شریف کوہنہ ہلیو ۽ بدین کان واپس ہلیو ویو
 پاٹ مون کی (محمد لائق کی) فرمایا توں تہ قاضی کان المو
 احوال وئی لکے چتد ۽ پوءِ مون قاضی صاحب کان احوال
 پچھے قلمبند کرایے چتدیو۔

پاٹ پنہنجیے زمینات ۽ جماعتے جیے کمن کارین
 لاء محمد کامیابیے نامیا توں جنہن جی ہمدہ موجود ۵

سجاده نشین درگاہ لواری شریف حضرت قبلہ سائین پیر

فیض محمد دائم برکاتہ جن ہئا ۽ میمیں اخوند محمد صالح

ہادی بخش منہتو۔ حاجی محمد لقمان کیریو۔ فقیر عبدال

قاضی محمد اشرف۔ غلام محمد دادا، وڈیرو محمد صادق

لاکیر ہئا۔ اہا کامیابیے سندن حکمہ تی جماعتے جا فیصلہ

وغیرہ پٹے گندیے ہئیے۔ جیکڈھن پوءِ بہ کنہن کی فیصلی جی شہن

تیندیے ہئیے تہ پاٹ فیصلو کندا ہئا۔

ہک دفعہ پاٹ فرمایا توں تہ اسان جی والد خرمایوتہ لواری

شریف پکوٹ شریف جیے اندر کوٹے واریے شاہ

مدنیے واریے شاہ جیے زمانے ۾ ہک روجہ ڈامبر

ہئیے اما روجہ کوٹے شریف اندر گھمندیے قرنڈی

رہندیے ہئیے۔ ہک دفعہ ان روجہ کجھ شینے ۾ وجی

وات و دو جنهن تي پاڻ فرمايائون ته ان کي ٻڌي ڇڏيو
 ان بعد روجه کي ٻڌو ويو. ان زماني ۾ خليفو درويشڪ
 عالي فقير عليہ رحمت الہيہ رهندو هو سو روجه وقت
 ويو ۽ پوءِ حضور شريف ۾ اچي عرض ڪيائين ته قبله روجه
 چوڻي ته مون کي چو ٻڌو اٿن پاڻ فرمايائون ته روجه
 نيات ڪري ٿي ان ڪري ٻڌو اٿون. عالي فقير
 حدي روجه وقت ويو ۽ واپس اچي حضور
 شريف ۾ عرض ڪيائين ته قبله روجه چوئي ٿي
 ته جيءَ مون کي رونا نه هيتريون مانيون بنجي شريف
 تان ملن ته پوءِ مان نقصان ڪونه ڪندس. پوءِ پاڻ
 پئي شريف وارن حکم ڪيائون ته روزانه هيتريون مانيون
 روجه کي ڏيو پوءِ روجه کي چوڻي ڇڏيائون وري
 ڪڏهن به روجه ڪونه نقصان ڪونه ڪيو.
 پاڻ فرمائيندا ائنا ته مون کي ننڍپڻ جون جڏهن
 مان اڃا پڻ ٽن سالن جو هيس ڳالهون ياد آهن. هڪ دفع
 منهنجي (محمد لائق) وڏو حاجي اڪبران ميمڻ
 مرحوم کان پڇيائون ته مڪان شريف ۾ جيڪو چريو
 توسان وڏي آها ڳالهه مون کي چئي ياد آهي، حالانڪ
 ان وقت مان پڻ ٽن سالن جي ڄمار جو هيس.
 هڪ جماعت جو ميمڻ مريه حيدرآباد دکن ۾ رهندو

هو. جنهن هنديستان ۱۹۴۱ء ۾ حيدرآباد دکن تي حملوڪري
 قبضو ڪيو ته هنديستان جي فوج ڪيترن مسلمانن پڪڙيا جن ۾
 هي مير طبعامت جو به شامل هو پوءِ سيني کي وٺي ٻاهر ميدان ۾
 اچي بيهاريا ٿو ته پوءِ سيني جون تلاشون ورتائون
 ۽ سڀ ٿوڪڙ، پٿر، واچون وغيره لاهي کڻيا ٿو ته مگر
 هن ميٽ جي بلڪل ويجھو ڪوڏا ٿيا پوءِ چيا ٿو ته هاڻي
 اوهان پنهنجي خدا کي ياد ڪري وٺو جو اوهان سيني
 کي کولي هڻي ختم ڪندا سون مگر ايتري ۾ بهي فوج اچي
 وئي جنهن اچي هنن کي چڏايو پوءِ جڏهن
 واپس ڪراچي آيو هو ميٽ فقير پهتو ته حضور شريف
 ۾ عرض ڪيائين ته قبله هنديستان جي فوج اسان جي دعوت
 مان پيسن جي تجوئي به ڪئي ويئي ڄاموڻ کي رستي تي
 پيل ملي پن ٽن دينهن کان پوءِ پوءِ اسان ان کي کولي صاف
 مان پنهنجا پيا ڪيا.

سال ۱۹۷۱ء جو واقعو آهي جو هڪ جماعت وارو نالي
 وارث ذات مگر به حيدرآباد مان نڪت وئي شام جو ڪراچي
 اچي لاءِ رولٽري ايڪسپريسي ۾ چڙهيو. مگر کيس ڪنهن
 عيني قوت هين لاهي ڇڏيو ۽ پوءِ هن ڪراچي وٺي واراڻو
 لاهي ڇڏيو. حالانڪه ريل گاڏي ۾ ويٺو جي جاءِ به موجود
 هئي. دل ۾ چيائين ته نڪت واپس ڪري هت حيدرآباد

ان مھي پوانت مھج جو ڪراچي ويندس پوءِ هوارت حيدرآباد
 رسي پيو۔ پوءِ جڏهن اها ماڻهڙي ايڪسپريس پيرڪي
 ٿي ته جي پھان ٿيڪ تان لنگهي ته ريل ٽيڪٽونڪائي ويوگادي
 ۽ پڌھيان ڪري جنھن ۾ ڪيٽا ماڻھو ماري ويا۔ ڪيٽا
 خمي ٿي پيا۔ مگر ان ڪاڌي ۾ ڪوبه جماعت جو ماڻھو سوا
 ونهيو۔

سال ۱۹۷۰ ۾ بنگال ۾ نبردست طوفان آيو جنھن ۾
 ٻارن جا ٽيون ضايع ٿي ويون۔ هزارن جي تعداد ۾
 ٻون ڊھي پيون، جلي جا ٿنڀا ۽ وڻ پاڻن کان پٽجي ويا
 ان وقت بنگال ۾ هڪ گھر جماعت واري جو ميان قابو ٿي
 ويو۔ اھي اھل بيبي جا، ھندو ٿا ھئا۔ پاڪستان قائم ٿي بعد
 ان وقت تائين ڪراچي ۾ رھندا رھن۔ جو ميان بنگال ۾ ملازمت
 ڪندو هو۔ مھج جو اٿي ڏسي ته سندس گھر جي پاسي ۾ جلي جا
 ٿنڀا ۽ ڪيٽا ٿي وڻ پاڻن کان پٽيا ڪريا پيا انھن هزارن جا ٻون
 ٻيون پيون انھن مگر سندس ڪوبه نقصان ڪون ٿيو فقط هڪ
 ٻيٽي جو وڻ جو سندس گھر ۾ بيٺل هو اهو ڪريو پيو هو۔

ھڪ جماعت جو شخص نالي عبدالڪريم ولد علي ذات ڪوريجه
 سپاهي ٿي فوج ۾ بنگال ويو۔ هڪ ڏينھن هو پنھنجن آفيسرن
 سان گڏ جيب ۾ چٿر هيو پئي ويو ان رستي تي وات تي ھندستان
 لڏي مائين لڳائي ڇڏيو هو۔ جڏهن جيب ان مائين جي مٿان گذري
 (بعد)

ته هڪ تمام وڏو تماڪر ٿيو ۽ جيڪو ان ۾ ويٺل سڀ نڪرڻ
 ٿي ويا مگر عبد الڪريم صميم سلامت وڃي هڪ ڪامو
 ڪيو کيس معمولي زخمي به ڪونه آيو. پويان هڪ ٻي
 فوج جي جيڪو پئي آئي جي عبد الڪريم کي پاڻ سان
 آيا. ۽ پوءِ جڏهن واپس آيو ته منهنجي محمد لائق
 انهن حوالن حيدر شريف ۾ ڪيائين.

ان کان سواءِ ٻيون به ڪيتريون سنڌي امتون آهن
 جيڪي ڪلڻ لاءِ جدا ڪتاب ڪپي. پاڻ فرم ٿيندا هئا ته ڪو به
 دل جي سچي عقيدو سان دعا گهرندو ته ان کي فائدو
 باقي جنهن مان هو کي اولياءُ الله ۾ ايمان ٿي ڪونه هوندو
 ته ان کي ڪوبه فائدو ڪونه ٿيندو. جهڙي طرح سان انهن
 آهي. اسان کي اڪيون پوءِ ڪي ايمان آڻيو آهي. هڪ
 يا هونءَ نه ڪرڻو آهي. اولياءُ الله تي به ائين ايمان آڻيو آهي
 ته پوءِ ان شخص جي دعا قبوليت هين ايندي. سنڌي
 هڪ لفظ درياني ۾ معنيٰ جا موتي هوندا هئا. پاڻ درياني
 لواري شريف جي سڀني سجاده نشين ۾ امام ديني واري کان پوءِ سڀني
 عرصو سنڌ ارشاد ٿي رهيا. ۽ جهڙي اعلى دعائي. ۽
 خدا داد صلاحيت. فهم و فراست ۾ تدبير سان هي گهڻو
 جي وڏي روحاني گادي هنيائون اهو درگاهه لواري شريف
 جي تاريخ ۾ هڪ بينظير عظيم الشان مثال آهي جنهن به
 ماڻهن ۾ هسٽين سان سنڌن ملاقاتون رهيون آهن اڄ ڏينهن

سندت اعلیٰ قابلیت کي داد ڏيندا آهن ٿا. سندت
 دور آهي جنهن ۾ جماعت درگام لواري شريف خوشحال
 بيت بنجي ويئي. اهو سڀ ڪجهه سندت ئي دور
 جنهن ۾ جماعت درگاه لواري شريف خوشحال
 ويئي. اهو سڀ ڪجهه سندت ذاتي توجهه. محنت
 هاوشن سان ئي ممڪن بنجي سگهيو آهي.
 پاڻ شريعت محمدي جا سفت پابند ٿي ڪلي طرح
 پنهنجي پيردگان کي هدايت ڪرڻ هن ماياون
 هونهارن. ونرو. حج. نڪوت پابند هي
 ن ادا ڪندا آهن. سندت اثر ويهڻ ڳالهائڻ
 هائڻ سڀ نبي پاڪ صلعم جن جي سيرت پاڪ
 منظر هيو.

آخرڪار هي هدايت جو سفر اربع جي ڏينهن
 ذي القعد ۴، ۱۴ هجري مطابق ۵ اسيپٽمبر ۱۹۸۲ع تي
 ٿيو. کان اسان جي اکين کان اوجھل ٿي ويو. ڪين جي
 مبارڪ ڪي موٽرن جي جلوس ۾ ڪراچي کان
 شريف آئي، ماوضه مبارڪ حضرت سلطان الاوليا
 ۾ ساڪه ۾ جاءِ ڏني ويئي.

جڏهن ڪراچي ۾ سڄڻ سانڌ سڌاريا.

رايتان راحت فام ڪا، ڏينهاڪ حيران ڪر

اٿوڻ پانهني پريڻي ٿا ڪي ڪورين قرباني

مهاڻا باندي، فاتي ڪيوس وهاڻ ڪي

جناب آخوند محمد صالح قریشی جیڪي حضرت قبلہ پیر بادشاہ
 جن جا اتاری جنرل رهي چڪا آهن۔ جناب آخوند صاحب پیر بادشاہ
 بابت پنهنجيون یادگيريون قلمبند ڪيون آهن۔ هتي اسان حڪایت
 ملاقاتون جو ذڪر ۽ خوابن بابت احوال مان چند واقعا پیش ڪريو
 - مرتبہ

حکایت نمبر - ۱ -

هڪڙي ڏينهن پیر بادشاہ ڪريم فرمايو ته حضرت مهاجر

خواجہ محمد رحمن قدس سرہ

حضرت مهاجر مڪي خواجہ محمد سعيد قدس سرہ

جن فرمائيندا هئا ته هن انگريزي ملڪ

اسان جو مدفون نه ٿئي ۽ ٿيو به ائين جو پنهنجي حضرت جو وصال مهل
 مدفون سندن آخري حج جي موقعه تي اتي ئي ٿيو۔

حکایت نمبر - ۲ -

حضرت شهنشاه امام العالمين احمد زمان قدس سرہ جن

پان ڏهه مايا ٿون ته امرتسر کان واپسي بعد سالہ ۳۲ / ۱۹۳۱ ذري

هئا ته انگريز جو هينئر نوال آهي ۽ انگريز پڇا هائي ويو حالانڪ

وقت انگريز جو اوج هو۔ تان جو پي مهاڀاري جند لڳي ۽

فاع ٿيا۔ مگر خود بخود اهڙا اسباب بنيا جو انگريز ٽپڻ لڳا

ٿيو۔

حڪايت نمبر - ۳۰

حضرت پير بادشاهه قدس سره جن فرمايو ته حضرت مهاجد مڪي
خواجه محمد سعيد قدس سره جن اسان جي ولادت کان ٽي سال
آڳ وصال فرمايو ۽ اسان جو نالو پاڻ تجوئن فرمايو هو اٿون.

حڪايت نمبر - ۳۱

۱۱ جولاءِ ۱۹۵۰ جي حضرت پير بادشاهه قدس سره الفسٽون هوٽل
مال روڊ لاهور ۾ ترسيل هئا. اسين حاضري خدمت ۾ هئاسون
پاڻ فرمايا اٿون ته اٺڪل ۸۰ سال کان مٿي جون مانو هون ته هڪ منڍ جو وڏو
پير رجنهن جو نالو مهلحتاً ظاهر ڪرڻ مناسب نه آهي. پر پاڻ
اسان کي ٻڌايو هئائون (سخت پيمار ٿي پيو، تنهن وٽ هڪڙو
حڪيم لکوي سيدن مان جو اواري شريف جو مريد هو ان جي
علاج لاءِ ترسيل هو. اتي مريدن جي آمد و غير، ڏسي پير
صاحب کي چيائين ته مون کي ايئن ڏسڻ ۾ ٿو اچي ته تنهنجو
قلب ڪا ماو آهي. ۽ هيتري مخلوق پٺيان لائي اٿئي سو قيامت
۾ ڪهڙو جواب ڏيندين؟ جو تون خود آج به ڪونه آهين. پير
صاحب اهي لفظ ٻڌي خاموش رهيو.

پوءِ شاهه صاحب کي خيال ٿيو ته مون هي چاڪيو جو پير کي
منهن تي اهي لفاظ چيم ۽ سوئي سندس گهر ۾ اچي ڏٺو. خير شاهه
صاحب وٽ پير صاحب جڏهن هئو هئو ٿري ته رات جو وٽس اڪيلو
آيو ۽ اچي چيائين ته شاهه صاحب تو ڳالھ براين ڪئي آهي ۽ مون

کي اچي خوف ورتو آهي ته سڄڙي ڇڏي قیامت ۾ ڪهڙو جواب
 ڏيندس سو شاه صاحب هاڻي مان چاڪريان سو ڏسو به
 توکي مٿي ڏيڻو آهي. شاه صاحب وڏي ٿيوته ان جو علاج مڪانه
 لاري شريف ٿيندو. پي صاحب چيو ته مان لاچار آهيان جو منهن
 جو پنهنجي سر هلڻ تي ڪونه سگهندو. پوءِ شاه صاحب جو دامن
 پڪڙي کيس چيائين ته تون منهنجي طرفان وچين عرض گذار ۾ هن طرح
 جيئن مون تنهنجو دامن پڪڙيو آهي.

پوءِ شاه صاحب حضرت مهاجد مدني خواجه محمد حسن قدس
 سره جي حضور ۾ اچي عرض گذاريو ۽ ساڳي طرح سندس دامن
 مبارڪ جهلي عرض ڪيائين. پاڻ جواب ۾ فرمايائون ته چڱو اسان
 هن جو قیامت جو بار کنيو مگر فقط هن هڪڙي جي سرڪڻ
 نه ڪه پين جو.

حکایت نمبر ۵۔

حضرت پير بادشاھ قدس سره ۲۰ جون ۱۹۷۰ع جي هيءَ
 حکایت ٻڌائي ته ناصر الدين وقتا جو حاڪم هو. نادر شاھ
 جون فوجون ملتان تائين ڪاهي آيون. مھينو گھيڻ وهيو ۽ ناصر الدين
 جو لشڪر ڏاڍو عاجز ٿيو. اهو ناصر الدين خواجه ملتان واري جو
 مخالف هو. آخر جڏهن عاجز ٿيو ته انهن خواجه صاحب ڏانهن
 پنهنجو منهن موڪليائين ته دعا ڪريو. خواجه صاحب هڪ
 تيرڪمان ڏياري موڪليو ته رات جي اندازي ۾ هي تيرا

دشمن جي لشڪر ڏانهن هڻو۔ رات جو اهو تير آيو ڏي پوري
چلايو ويو۔ رات وڃ ۾ لشڪر گهرو ڇڏي پڄي ويو۔ الائي ڪهڙي

پي

ليڪن بعد ۾ وري به اهو ساڳيو ناصر الدين خواجہ صاحب

من جو مخالف رهيو۔

پير بادشاه جن جي ناست واپرائڻ جي حقيقت

هي هڪ خوابي احوال آهي، بلڪه ائين چئجي ته الهامي

اطلاع ۽ انڪشاف آهي۔ جنهن جو لائق هي ناچيز عاجز ڀنڊو

نه آهي۔ بلڪه سڀ سندن ڪم ڪم شفق ۾ نظر مهرباني جو

آهي۔ صبح صبح مون کي سال ياد ٿو اچي مگر منهنجي

نوڪري ۾ اچڻ جي ڏهاڪو سال بعد جو ٺڪرا آهي۔

هڪ رات سبحان الله ان رات کي ڪهڙو شرف ڏجي۔ خوابي طرح

بلڪل چتو روشن ائين ڏسڻ ۾ آيو حالانڪ خواب بلڪل فسي ويندڙ آهن

مگر هي انڪشاف بلڪل ائين ياد آهي۔ جيئن گزريل رات ڏٺو هجي۔ ائين

ڏسڻ ۾ آيو ته پاڻ خير سان ڪوٽ پاڪ جي اندرين حويلي جنهن جو

منهن روضه پاڪ جي صحن آهي۔ ان ۾ اندر تشرifi ورتو

پلنگ تي آهن ۽ پنهنجي دستوري ڪم ۾ مشغول آهن ۽ اسين

عاضري خدمت ۾ ويٺا آهيون۔ اوچتو هڪ وڏي هل هنڌامي جو

گوت ۽ نعرن جو آواز ٻڌڻ ۾ آيو۔

پاڻ هڪڙو پلنگ مبارڪ تان اٿيا. جهڙي پوڙا ڏيڻ
 ۾ هئا يعني مٿي مبارڪ آڳاٽو، ڇمپل پير مبارڪ ۾ پاڻا ٿوڙو
 ۽ ناس جي دٻلي سندن هٿ مبارڪ ۾ هئي. پاڻ عويلي کان
 ٻاهر نڪري صحن جي بالڪني جيڪا ڏکڻ طرف صحن مبارڪ
 کان نظر اچي ٿي. اچي سينو مبارڪ بالڪني سان لڳائي
 ڏسڻ لڳا. اسان خادو به پٺيان اچي بيٺا سونو.

چا ڏسڻ ۾ آيو ته هڪ وسيع ميدان آهي. ميدان جي

چوٽاري سوين اوچيون ماڻهيون آهن. ماڻهن مانڪ ڏيون طبقو
 تي آهي. هر هڪ دري مان ٿي ٿي، چار چار ماڻهون سسيو
 ڪيو ٻاهر نماز ٿي. اهڙي طرح ميدان به سميرو ماڻهن سان
 ڀريل هو. ماڻهن جو ڪاٿو ٿي ڪونه هو. سڀ ماڻهو نعر پيا
 جنهن جو هل اندر پڌر ۾ آيو هو اهي نعر نعوذ بالله مڪان شو
 خلاف پيا هئا.

نعرن جا الفاظ سمجه ۾ نه پيا اچن مگر دل ۾ محسوس ۾

ٿيو ته اهي نعر مخالفت جا آهن اهو نظارو ڏسڻ ۾ آيو
 پاڻ فقط ناس جي دٻلي جيڪا سندن کٻي هٿ مبارڪ ۾ هئي تنهن
 کي کولي ٿي چار دفعا ناس جون ڇٽيون پري ماڻهن طرف ڇنڊ يا ٿوڙ
 مانهون سڄي کٻي طرف. تنهن بعد ائين ڏسڻ ۾ آيو ته نه آهي
 ماڻهيون رهيون ۽ نه ماڻهو رهيا ۽ نه نعر رهيا. ڪاشي
 رهيا، بلڪل خاموشي ۾ ميدان صاف ٿي ويو ڇپ چاپ پاڻ

خير جو موٽي اچي ساڳئي جڳه تي اچي وينا.

نظر مثل ڪيما جو اشته

هي سال ۵۰-۱۹۵۷ع جو واقعو آهي ته سيد غلام مصطفيٰ شاه عرف سيد الهيجا يي شاه ساکن ڳوٺ ٻنهي ڳڙن بوبڪ ضلع دادو سخت بيمار ٿي پاڻ کڻائي هراچي آيو ۽ پير ياد شاه جي مشوره سان وڌن ڊاڪٽرن جو علاج چالو رهيو، ايڪسري ۾ شاه صاحب جي پنهنجي ققڙن ۾ ٽي بي. بي. B- آ جو سخت اثر هو ۽ ڊاڪٽرن آخري مرحلي ٺهريو ۽ نااميد ٿي ڏيکاري جو ان وقت تي جي مرض جو اڃا مڪمل علاج ڪونه هو ۽ گهڻو موت ٿيندو هو. مگر هينئر تي بي تي گهڻو ڪنٽرول آهي شاه صاحب پاڻ کڻائي سندن ملاقات لاءِ آيو ۽ ڏاڍي عجز ۽ نياري سان ستايائين پاڻ کيس حڪم ڪيائون ته ايڪسري پهر ڪرائو. دوباره ايڪسري ڪرائي وئي ته ٻئي ققڙ بڪل صاف نظر آيا ۽ ڊاڪٽر ڏسي حيران ٿي ويا. ڊاڪٽر بشيران وقت جي وڌن ڊاڪٽرن مان هو ۽ اڪثر ڪري پاڻ ان وقت مريض موڪليندا هئا ۽ لائق جوڻيجو ملازم اڪثر ڪري مريضن کي وٺي ويندو هو. ڊاڪٽر بشيران ڪڏينهن محمد لائق کي چيو ته پير صاحب اڪثر ڪري لا علاج مريض موڪلي ٿو ته منهنجو نالو سنڌ ۾ خراب ٿي پلٽي چوئي موڪليائون ته منهنجو ڪم آهي علاج ڪرڻ ۽ ڪيترائي اهڙا واقعا ڏسي محسوس ٿيو ته ظاهر جي دوا مان ڪيائين

تو مگر اهو سنڌت دعاجو اثر آهي.

شاھ صاحب کي جڏهن ايجڪسري جي رپو رات صاف ملي ته
اعتبار نه ڪري. مان رات جو دستور موجب السلام قلب آسپه
ته مونسان اهو احوال ڪيائين ۽ رپو رات ڏيکاريا ٿين. مونجو
ڪي ياد آهي ته مون کيس تسلي ڏني ته تنهنجو ڪرشنا سان
آهي ۽ بلڪل خوش ٿي ڳوٺ روانو ٿيو جو ورهين جا ورهيه
نرخده رهيو.

اهڙا سوين هزارين مثال لکڻ هر هڪ ڪٿر
ڊا جي ظا طر جي علاج ۽ باطني نظام ڪيميا سبب شفا ياب
ٿي ويا.

ملاقاتن جو ذڪر

+ صدر ايوب جي اوائلي دور حڪومت ۾ هوائي اڏي
بدين جي بيس ڪمانڊر ۽ ايئر مارشل معرفت شڪار جو پروگرام
ننڍي هوائي تي رهيو ويو. جنهن ۾ ايئر ڪوڊوماسٽر لاس ۽ انهن
سان گڏ ٻيا ٻئي آرمي جا آفيسر هئا. شڪار ڪرڻ کان پوءِ
پارٽي کي وٺي مان پير بادشاھ جي بنگلي تي آيس جولينڊر جي
بني ماني جو انتظام هو. دستوري خوش خي عافيت ۽ تعارف
بعد آرمي ۽ لڙاين جو جنرل نموني ذڪر نڪتو تنهن ۾ سڀني
ورلڊ وار (مهايا رسي جنگ) جو ذڪر ٿيو ۽ انهي جو ڪجهه
هنن بيان ڪيو. تنهن تي پاڻ اڇي ڪليا ۽ تفصيلي احوال ڪيو ۽ لڙائي

جو نقشو چٽيو ۽ اهو پڻ ٻڌايو ته جرمني وارن هٿي هٿي هي
هي غلطيون ڪيون ۽ هي هي فرنت غلط ڪوليا ۽ هيئن لائين وٺي
هئي. اهو احوال سڀني دل چسپي سان کانئن ٻڌو ۽ ايش ڪم ڊور
اين چيو ته جيڪو توهان خيال ظاهر ڪيو آهي ساڳي اسڪيم
هڪ جنرل جرمني واري جي هئي مگر ان لائين تي مستفوع
نه ٿيا. آخر ايش ڪم ڊور پير صاحب کان پڇيو ته اوهان
آڳي ڦرمي ۽ نوڪري ڪئي آهي ڇا؟ تنهن تي پاڻ فرمايو تون
ته مان زميندار آهيان ۽ سندن ملاقات مان ڏاڍا متاثر
ٿيا.

هن قسم جو هڪڙو ٻيو احوال ياد آيو آهي جو پيٽ
قلمبند ڪيان ٿو. غلام محمد براج جي توسيع بعد جي ڳالهه آهي شايد
1925ع ڌاري جي ته هڪڙو يورپين نالي مسٽر پرايڊ (M. Praid)
ٿانوا اسڪائينڊ مان واپس آيو ۽ ان کي ڪلچرل ايڪسپريٽ
(EXPERT) طور پاخته ٿيڻ آيو ۽ ان جو لواري شريف ۾ اچڻ ٿيو
مونسان ان جي ملاقات ٿي. ان کي ڪڪڙ پوکڻ جو تجربو خريف
جي موسم ۾ ڪرڻو هو. تنهن لاءِ تجربا ڪرڻا هئا ۽ ان لاءِ آزمائشي
پلانٽ. (SAMPLE PLANT) رکڻا هئا. سوال
مون سان ڪيائين. مون کان جي مٿي طرف واري زمين ۾ هڪ
سٺو ٽڪرو ڏسيو جو ان پسند ڪيو ۽ ان ۾ هن پنهنجو ڪم
چالو ڪيو. جيئن ان جي سمجهائي هئي ان موجب زمين جي

تر ڪتر کان نهرائي پنا پارا ٻڌائي ڏنا هن عبدالڪريم
 مغل کي پنهنجو اسٽنٽ ڪري پوئتي ڪم جي شيال لاکيو
 سوان سلسله مهر پندرهن ڏينهن هو وزن تي
 ايندو هو ۽ اسين اڪثر ڪري ملندا هئاسون ۽ ڏاڍيون
 ڪچهريون ڪندا هئاسين ۽ وقتي مان ڪونه هوندو هوس
 ته ان کي تڪليف ڪانه ٿيندي هئي. هڪڙي ڀيري جيئن
 مسٽر پرايڊ آيو ته کيس معلوم ٿيو ته اسان جو پير صاحب پنهن
 جي بنگلي ۾ لٽل آهي. مون کي چيائين ته مان توهان جي
 پير صاحب سان ملڻ چاهيان ٿو. انگريزي ۾ مون کي
 چيائين ته *AKHound, I want To MET you Boss*
 مون حضور شريف ۾ اطلاع موڪليو پاڻ چار بجه شام جو
 چاڙه جي ٽائيم تي گهرايائون ۽ مان کيس ملاقات لاءِ ويٺي ويس
 دستوري خير عافيت ۽ تعارف بعد ڳالهه ٻوله شروع ٿي. مسٽر
 پرايڊ پير صاحب کي ٻڌايو ته هو اسڪاٽلينڊ جو ويٺل آهي
 وغيره. اتي پاڻ ڪائونسلر سندس ملڪ بابت ڪجهه پڇي اچي
 اسڪاٽلينڊ جي احوال ۾ پيا چا تو اريخ چا لڙايون ۽ چا قوس
 ۽ چا قومون ۽ سندن ڪي، واج وغيره ۽ ايترو ته کيس ٻڌايائون
 جو هو حيران ٿي ويو. خير موڪلائي ٻاهر آياسين مسٽر
 پرايڊ مون کي چيو ته

AKHOUND, YOUR BOSS KNOWS MUCH MORE
 ABOUT MY COUNTRY THEN ANY OTHER PAKISTANI
 مطلب ته تنهنجو صاحب منهنجي ملڪ تي ايتري
 خبر رکي ٿو جو ٻئي ڪنهن پاڪستاني کي ايتري خبر نه آهي.
 مون هڪدم ورائيو ته -

MR. PRIDE YOU MUST KNOW THIS ALSO
 THAT MY BOSS HAS NEVER BEEN TO
 YOUR COUNTRY:-
 مطلب ته مسٽر پرائيڊ توکي اهو به معلوم هئڻ گهرجي
 ته منهنجي پير صاحب تنهنجو ملڪ ڪڏهن به ڪونه ڏٺو
 آهي.

تنهن تي مسٽر پرائيڊ کي جواب ڏنو ته -

STILL - STILL, HE KNOWS A LOT
 مطلب تنهن هوندي به هو گهڻو ڄاڻي ٿو. - ڇڏاڍي
 سندن تعريف ڪيائين -

ازدہ - ایلم - یو۔ - تمیرانی بلوچستان

روزنامہ "زمانہ"، کوئٹہ، تاریخ ۱۸ نومبر ۱۹۸۲ء سے لیا گیا۔

حضرت پیر بادشاہ گل حسن شاہ صدیقی

نقشبندی سائیس سجادہ نشین درگاہ لواری شریف

انسان کو کائنات میں مخلوقات سے بہتر اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ اس کی ذات مجموعہ اضداد ہے۔ اور خیر و شر کا ہے۔ وہ مادی اور روحانی قوتوں کا سرچشمہ ہے۔ کائنات کی ہر چیز اس کے لئے مسخر کر دی گئی ہے اور ہر انسان اپنی گونا گوں صلاحیتوں کے لئے بے پناہ احکامات سے جتنا چاہے مستفید ہو سکتا ہے۔ اور دوسروں کو نفع پہنچا سکتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کی نظر میں انسانوں میں سب سے زیادہ نیک اور صاحب تقویٰ ہو۔ تقویٰ دراصل تمرکز کی نفسی تخلیقی قلب اور ارتقائے روح اور روح و بدن میں تناسب اور توازن پیدا کرنے کا دوسرا نام ہے۔ دنیا میں اصل مسئلہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے مادی ترقی پر توجہ دی اور پوری محنت اور لگن کے ساتھ اس کے حصول کے لئے کوشاں رہے۔ انہیں دنیا میں مادی ترقی حاصل ہوئی۔ دوسری طرف جن لوگوں نے مادی ترقی کو چھوڑ کر روحانی ترقی اور ذہنی سکون کو اپنا مقصد بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں روحانی اور ذہنی سکون کے ساتھ ساتھ اپنی بے پناہ رحمتوں سے نوازا۔ دنیا بھر کے ماہرین نفسیات اس آفاقی حقیقت کو جانتے ہیں کہ فکر و عمل میں تضاد انسان کی خارجی اور داخلی زندگی میں منافقت

کی وجہ سے ہے۔ اس کی وجہ سے انسان ذہنی نا آسودگی اور نکر کی
انتشار کا شکار ہے جس کی وجہ سے دنیا میں امن و آتشی کی بجائے
انتشار اور منافقت کا دور دورہ ہے۔ فکر اور عمل کے اس تضاد کو دور
کرنے کے لئے ذکر اور فکر پر توجہ دینا ضروری ہے جس سے انسانوں میں
دریچے کھلتے چلے جائیں گے۔ اور انسان یہ سمجھ سکے گا کہ اس کی حقیقت
کیا ہے اور دنیا میں اس کی آمد کا کیا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کروڑوں
کی تعداد میں انسانوں کو پیدا کیا۔ جس نے ذکر و فکر کیا وہ دنیا میں اپنے آپ کے
مقصد کو سمجھ گیا۔ اور اس نے اپنے علم سے دوسرے لوگوں کو مستفید
کیا۔ لیکن ایسے لوگوں کی تعداد کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے
ایک لاکھ ۳۳ ہزار پیغمبر بھیجے جنہوں نے دنیا کو قانون قدرت اور خدا تعالیٰ کے
پیغام کو انسانوں تک پہنچایا۔ تاکہ وہ اس سے راہ ہدایت پاسکیں۔

دنیا میں جن لوگوں نے اپنے پیدا ہونے کے مقصد کو سمجھ لیا۔ انہوں نے
خود کو اس مقصد کو عام کرنے کے لئے وقف کر دیا جس کی بدولت وہ خدا کے حضور
معرض رہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں نامور اولیاء صوفیائے کرام نے جنم لیا۔ ان برگزیدہ ہستیوں
نے اپنے علم شریعت و طہارت و تصوف سے انسانوں کو سیدھی راہ دکھائی اور
انہیں آفاقی پیغام سے روشناس کرایا۔ ان برگزیدہ ہستیوں کی بدولت
آج اس خطے میں کروڑوں انسان دائرہ اسلام میں داخل ہیں۔ اور قیامت
تک وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ ان اولیاء و صوفیائے کرام میں پیر حضرت
محل حسن شاہ قدس سرہ سجادہ نشین درگاہ لواری شریف سندھ کا نام گرامح
کسی تعارف کا محتاج نہیں۔

حیدرآباد ڈوئین کے ضلع بدین سے آٹھ میل دور حضرت سلطان اولیاء

خواجہ محمد زمان صدیقی نقشبندی قدس سرہ کی درگاہ لواری شریفیہ
 موجود ہے جہاں ہر سال لاکھوں فرزندان توحید فیض حاصل کرنے آتے
 ہیں اور انہی مرادیں پاتے ہیں۔ پیر حضرت گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی
 قدس سرہ حضرت خواجہ احمد زمان صدیقی نقشبندی قدس سرہ کے فرزند
 تھے۔ ان کی ولادت ۱۳ شعبان ۱۳۲۷ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی
 خلیفہ اول کی اکتیسویں ^{لیشت} میں ہوئی۔ اور ۲۶ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ بمطابق
 بدھ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۲ء کو وصال ہوا۔ اور ۲۷ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ
 بمطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۸۲ء کو ان کے جسدِ خاکی کو درگاہ لواری شریفیہ میں
 ان کے جدِ بزرگوار حضرت سلطان اولیاء خواجہ محمد زمان قدس سرہ
 کے روضہ مبارک میں سپردِ خاک کیا گیا۔

پیر حضرت گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی قدس سرہ کے دادا حضرت
 خواجہ عبدالطیف والد حضرت سلطان الاولیاء سے قبل اس خاندان کے
 بزرگ سلسلہ طریقت سہروردیہ میں تھے۔ لیکن حضرت کے دادا نے اپنا سلسلہ
 طریقت تبدیل کر کے نقشبندی طریقہ اختیار کیا۔ اور وہاں حضرت فیض الدین
 بن مخدوم آدم ٹھٹھوی نقشبندی کی بیعت کر کے نقشبندیہ سلسلے میں داخل
 ہوئے بعد میں حضرت خواجہ ابوالقاسم نقشبندی کی بیعت سے فیض حاصل کیا۔
 حضرت خواجہ عبدالطیف کے فرزند حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان
 قدس سرہ علم حاصل کرنے کے لئے قدیم لواری شریفیہ سے ٹھٹھ آگئے۔

جہاں حضرت خواجہ ابوالقاسم محمد ٹھٹھوی سے دستِ بیعت ہوئے اور
 گدی حاصل کی۔ پیر حضرت گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی نے اہلِ اہل
 تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ احمد زمان قدس سرہ سے حاصل
 کی۔ ان کے علاوہ انہوں نے مولوی غازی عبدالرحمن سے فارسی اور عربی
 کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے اپنے بزرگوار کی صحبت میں بیچہ کر علم و فضل

کا بہت بڑا خزانہ حاصل کیا۔ جس سے لاکھوں انسان فیض حاصل کرتے رہے۔ انہوں نے اپنے پیغام اور فکر و عمل کے ذریعے تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، اصلاح معاشرہ، تبلیغ دین، اشاعت دین اور انسانیت کی اعلیٰ قدروں کو فروغ دینے کے سلسلے میں عظیم خدمات انجام دی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے قرآنی تعلیمات کے مطابق انسانوں میں محبت، بھائی چارے، باہمی ہمدردی اور اتحاد کا درس دیا۔ اور رشد و ہدایت کی شمع روشن کر کے صوفیائے کرام کے مقصد کو آگے بڑھایا جس کے ذریعے وہ طریقت اور شریعت میں ہمہ آہنگی پیدا کر کے انسان کے قول و فعل اور ظاہر و باطن میں یکسانیت پیدا کرتے ہیں۔ حضرت پیر گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی قدس سرہ نے ہمیشہ لوگوں کو یہی درس دیا کہ اپنی روزی

حلال طریقے سے پیدا کرو۔ انھوں نے حق و صداقت، جرات حق گوئی اور بے پاکی کو اپنی زندگی کا حصہ بنا کر لوگوں کو اس راستے پر گامزن کیا۔ اور خدا کے بندوں کے دکھ درد، مشکلات و مسائل میں حصہ لیکر اللہ اور رسول اللہ کی خوشنودی حاصل کی۔ انھوں نے نبی کریم صلعم کی حیات طیبہ بصیرت سیرت مبارک پر عمل کرنے میں ساری زندگی صرف کی۔ آپ چھوٹوں سے بے حد محبت و شفقت فرماتے۔ بڑوں کا بے حد احترام کرتے تھے۔ کوئی بھی دینی روحانی فعل ایسی نہ تھی جس میں آپ شرکت نہ کرتے ہوں۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ حضرت پیر گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی قدس سرہ ایک باعمل انسان اور بزرگانہ عادت و خصائل کا سرچشمہ تھے۔

معرفت طریقت و تصوف میں ہر ایک کو متاثر کرنے کے علاوہ آپ میں ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ کوئی بھی ضرورت کے لئے آپ کے دروازے پر آتا۔

تو مایوس نہیں واپس لوٹتا تھا۔ ان کا یہ اصول تھا جو بھی شخص بیمار ہے اور وہ علاج کرانے کی سکت نہیں رکھتا وہ فوراً اسے اپنے خرچ پر علاج کے لئے ملک کے بڑے سے بڑے ڈاکٹر کے پاس علاج کی غرض سے بھیج دیتے تھے۔ آپ کا فیض روحانی ہر وقت جاری رہتا تھا۔ اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔ ان کی طبیعت میں پاکیزگی اور سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی تھی۔ گفتگو کے دوران کبھی ماتھے پر شکن نہیں ابھرنے دی اور اپنی تمام زندگی یاد الہی اور اسوہ رسول پر عمل کرتے گزار دی اور قرآن حکیم کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا باعث نجات دنیاوی و آخروی سمجھتے تھے۔

حضرت پیر گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی اپنے والد بزرگوار حضرت

امام العالمین خواجہ احمد زمان صدیقی نقشبندی قدس سرہ کے دصال کے بعد ۲۴

محرم الحرام ۱۳۵۸ھ مسند شریف پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس وقت آپ کی

عمر ۳۳ برس تھی۔ اور ۲۴ برس تک وہ اپنے علم و فکر سے لاکھوں سوالوں

کو راہ ہدایت دکھائی اور زندگی کے آخری لمحے تک وہ راہ ہدایت دکھانے

میں مصروف رہے۔ انہوں نے اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو قرآن

شریف اور سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کی اور کہا کہ دینے

اسلام کے فروغ اور اسے آگے بڑھانے کے لئے کام کرو۔ کیونکہ یہ ہمارا

فرض ہے ان کی ذات گرامی باطنی کمال۔ روحانی فیوض اور عرفان کا عظیم

سرچشمہ تھی۔ آپ کی مکاتیب فقہ شریعت اور طریقت توضیح اور

فضائل کا قابل قدر مرقع ہیں۔ انھیں ادب طریقت و تصوف اپنے

والد بزرگوار حضرت خواجہ پیر حاجی احمد زماں صدیقی نقشبندی قدس سرہ

سے دراشت میں ملے تھے۔ اس لئے ان اسرار و راز کے تناور تھے۔

کسی درویش آدمی کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کم بولنے اور کم کھانے

پر عمل پیرا رہتا ہے۔ آپ سے تک درویش اور مرد خود آگاہ تھے۔

انہوں نے اپنی ساری زندگی بھٹکے ہوئے انسانوں کو صحیح راہ پر گامزن کرنے میں گزری اور انہیں نجات کا وہ راستہ بتایا جس پر چل کر وہ اپنے آخرت کو بہتر بنا سکتے تھے ان کے مریدوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ جو پاکستان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی آباد ہیں۔

حضرت پیر گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی قدس سرہ نے جب اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ پیر احمد زمان صدیقی نقشبندی قدس سرہ کے وصال کے بعد جب ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ میں درگاہ لواری شریف کی مسند سنبھالی تو اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی۔ ان دنوں برصغیر میں مسلمانوں کے ایک علیحدہ وطن کی تحریک چل رہی تھی جس میں برصغیر کے مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ حضرت پیر گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی قدس سرہ نے حالات کا بخور مطالعہ کیا جس کے بعد انہوں نے تحریک پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ برصغیر کے مسلمان ہندوؤں کے ساتھ اکٹھے نہیں رہ سکتے کیونکہ وہ مذہبی ثقافتی لسانی ہر لحاظ سے ایک دوسرے سے الگ اور جدا قومیت کے حامل تھے ان کے اثر و رسوخ اور روحانی رہنمائی حیثیت کو دیکھتے ہوئے ہندوؤں کی جماعت کانگریس نے انہیں اپنے ساتھ ملانے کے لئے جدوجہد شروع کر دی اور اس مقصد کے لئے کانگریس نے مختلف حربے استعمال کئے لیکن حضرت پیر گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی مضبوطی کے ساتھ اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور تحریک پاکستان کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتے رہے انہوں نے اپنے لاکھوں مریدوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے علیحدہ وطن پاکستان کی جدوجہد میں شامل ہو جائیں۔ ان کے اس حکم پر ان کے لاکھوں مرید پاکستان کی آزادی کی تحریک میں شامل ہو گئے اور جب پاکستان بنا تو اس وقت بہت بڑی تعداد میں ان کے مرید پاکستان

کی محبت اور اپنے روحانی پیشوا سے عقیدت کے طور پر بندوستان
 میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر پاکستان آ گئے۔ حضرت پیر گل حسن شاہ صدیقی
 نقشبندی قدس سرہ کو پاکستان سے محبت تھی۔ کیونکہ یہ ملک
 اسلام کے نام پر مسلمانوں کے لئے حاصل کیا گیا تھا وہ کہتے تھے کہ پاکستان
 برصغیر کے مسلمانوں کے لئے قدرت کا ایک عطیہ ہے۔ اس کی حفاظت
 کرنا ہمارا فرض اولین ہے۔ انہوں نے اسلام کی سر بلندی اور پاکستان
 کے استیقام اور سلامتی کے تحفظ کے لئے بہت کام کیا وہ کہتے تھے کہ وطن
 کے لئے سب کچھ قربان کر دو۔ اس لئے کہ یہ تمہاری پناہ گاہ ہے اگر بہ
 ہے تو تم اس کی آغوش میں پناہ لے سکتے ہو اس کے بغیر تمہاری کوئی حیثیت
 نہیں۔

حضرت پیر گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی قدس سرہ نے اپنی
 ساری عمر اسلام کی تبلیغ اور اسے پھیلانے میں صرف کی اور ان کی بدولت لاطور
 نرندران توحید نجات کا راستہ پا چکے ہیں اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں
 پر چلی رہے ہیں۔ اسلام سے محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ دن رات خدا
 تعالیٰ کی یاد میں مگن رہتے تھے۔ انہوں نے متعدد حج اور عمرے کئے اور
 اپنے مریدوں کو جہاں اور نصیحتیں فرمائیں وہاں انھیں نماز قائم کرنے کو کہا
 اور کہا کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔ وہ اپنے دوستوں اور مریدوں سے
 کہتے تھے کہ اسلام کے اصولوں قرآن و سنت اور شریعت پر چلے بغیر راہ نجات
 حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس
 کے لئے ہمیں اپنے نفس کو مارنا ہو گا جس انسان نے اپنے نفس پر قابو پانا
 سیکھ لیا اس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لی۔ انھوں نے اپنے
 مریدوں اور دوسرے تمام لوگوں کو محبت بھائی چارے اور انسانیت کے
 خدمت کا درس دیا۔ اس لئے کہ یہ اسلام کا درس ہے اسی میں ہماری نجات ہے
 حضرت پیر گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی قدس سرہ کی درگاہ کے کئی

خلیفہ ہیں جن میں حضرت قاضی احمد میل شریف والے نمایاں اور قابل ذکر
 ہیں۔ حضرت قاضی احمد میل شریف والے کئے بھی کئی ایک خلیفہ ہوئے ہیں۔
 جن میں جناب میاں حسین شاہ زٹر چھترم ضلع گود اسپور بھارت قابل ذکر ہیں۔
 حضرت قاضی احمد میل شریف والے کی پاکستان اور بھارت میں ۶۰-۳۶ درگاہ
 موجود ہیں۔ جن میں میاں سید محمد نوری قادیان پاکستان والے بھی شامل ہیں۔
 حضرت پیر گل حسن شاہ صدیقی نقشبندی قدس سرہ نے ۱۹۴۸ء میں
 وصیت کی تھی کہ میرے بعد میری درگاہ لواری شریف کا سجادہ نشین پیر فیض محمد
 نقشبندی قاضی احمد ضلع لوہا شاہ ہولنگے آپ کی یہ دلی تمنا اور خواہش
 تھی حضرت پیر فیض محمد نقشبندی اب لواری شریف درگاہ کے سجادہ نشین
 کی حیثیت سے تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں اور اپنے مرشد سے حاصل کردہ
 علم اور فکر کو آگے بڑھانے میں مصروف ہیں۔ حضرت پیر گل حسن شاہ
 صدیقی نقشبندی قدس سرہ نے حضرت پیر فیض محمد نقشبندی کو ہمیشہ
 اپنے ساتھ رکھا اور ان میں اپنی ایسی خصوصیت اور قابلیت پائی جس
 کی وجہ سے انہوں نے حضرت پیر فیض محمد نقشبندی کو اپنی جگہ درگاہ لواری
 شریف کا سجادہ نشین مقرر کرنے کی وصیت کی۔ ان کی وصیت کے بعد
 حضرت پیر فیض محمد نقشبندی کے سجادہ نشین بنائے جانے پر اعتراضات
 کا کوئی جواز نہیں ہے۔

حضرت پیر بادشاہ پیر گل حسن صدیقی

نقشبندی قدس سرہ

لواری شریف

۲۷ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز منگل
اسلام کلب گارڈن ایسٹ کراچی میں حضرت پیر بادشاہ گل حسن
صدیقی نقشبندی قدس سرہ لواری شریف کا پہلا عرس مبارک
ہو رہا ہے۔ حضرت کا وصال سابقہ سال ۲۶ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ ۱۵
ستمبر ۱۹۸۲ء کو کراچی میں ہوا اور آپ کے ۲۷ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ ۱۶
ستمبر ۱۹۸۲ء میں اپنے بزرگوں کے آستانہ مبارک سلطان الادلیا
خواجہ محمد زمان صدیقی نقشبندی قدس سرہ کے اندر اپنے والد
بزرگوار حضرت خواجہ احمد زمان قدس سرہ کے پہلو میں مدفون ہوئے
خادم کی پہلی ملاقات ۱۹۵۱ء میں جناب پیر الہی بخش سابق
وزیر اعلیٰ سندھ کے توسط سے گارڈن ایسٹ کے اسی نیگلے میں
ہوئی۔ جہاں حضرت کا وصال ہوا۔ یہ ملاقات کئی گھنٹہ جاری رہی
اور مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ ۹ ذی الحجہ کے عرس کے
متعلق ایک سوال کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ ہمارا سلسلہ نقشبندیہ
ہے۔ ہمارے یہاں کوئی محفل سماع وغیرہ نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی کوئی
ساز استعمال ہوتا ہے۔

حضرت سلطان الادلیا قدس سرہ کے پیر و مرشد حضرت

خواجہ محمد ٹھٹوی عرف ابوالمساکین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ایام کے دوران
 ۹ ذی الحج ۱۱۲۹ھ کو مکہ معظمہ میں ہوا۔ اور ان کا وہیں مدفن ہے۔
 حضرت سلطان الادلیا اپنے پیر و مرشد کا سالانہ عرس اسی وقت
 سے مناتے آئے ہیں اور معتقدین اور مریدین اس میں شرکت کرتے تھے
 اور چونکہ دوسرے روز عید الفصحی ہوتی ہے۔

سب عمل کرنا عید پڑھتے تھے اور اس عمل کو متحدہ ثواب سمجھتے تھے۔
 چنانچہ یہ عمل اس وقت سے ہی جاری تھا۔ وارثی صاحب آپ کے علم
 میں ہے کہ ہمارا نسلی تعلق حضرت ابوبکر صدیق خلیفۃ المسین سے ہے
 ہمارے خاندان کو یہ شرف حاصل ہے کہ سرکارِ دد عالم تاجدارِ دد جہاں
 رسد انسانیت، نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ نے فرمایا ہے
 کہ میں سب کے احسان کا بدلہ چکا چکا ہوں۔ لیکن صدیق کے احسان
 کا بدلہ صرف خدا ہی دے سکتا ہے۔ وارثی صاحب سوچئے کہ ہم اس
 خاندان کے فرد ہیں۔ ہماری زندگی اور موت سب کچھ خدا کے لئے
 ہے۔ کیا ایسی صورت میں کوئی خلافت شرع عمل ممکن ہے۔

کئی سال کے بعد حضرت میاں پیر فیض محمد لفتش بندی کے ساتھ
 پھر ملاقات ہوئی۔ اور یہ ملاقات انتہائی سکون بخش رہی۔

اس کے بعد میں نے شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری مفتی
 اہل سنت مفتی ظفر علی نعمانی۔ تاضی رضا المصطفیٰ۔ حضرت مولانا
 غلام دستگیر افغانی لفتش بندی، مولانا غلام عباس قادری سے جناب حاجی
 محمد حنیف طیب کے ذریعے رابطہ پیدا کیا۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ حاجی

محمد حنیف طیب نے میری پوری معاونت فرمائی۔

حضرت پیر ابراہیم جان سرہندی سے رابطہ ہوا۔ اور سالانہ
 عرس ۱۹۷۹ء بڑی شان سے ہوا۔ اور ایک عرصہ کے بعد مقتدر

علماء کرام کا لواری شریف میں جانا ہوا۔

اس کے بعد میں قائد اعظم اکیڈمی کے ڈائریکٹر شریف المجاہد کو ایک وفد کی شکل میں لے گیا۔ معتمر العالم الاسلامی پاکستان شاخ کے سیکرٹری جنرل سے
 لوابرادہ محمود علی خان گئے۔

کراچی کے مختلف اخبارات کے ایڈیٹرز نے بھی شرکت فرمائی۔ اور پھر سرت
 کے جلسہ کے موقع پر حضرت شیخ المشائخ حضرت پیر دیول شریف شریف
 لائے۔ اور انہوں نے لواری شریف پر ایک پریس کانفرنس میں تردیدی
 بیان دیا۔ اس کے بعد حضرت مفتی اہل سنت اس وقت نظر باقی
 کونسل کے رکن مفتی محمد حسین نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور۔ ان کے ہمراہ پیر
 طرفیت پیر صابر امین پتیا بھی لواری شریف گئے۔

موتمر العالم الاسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر انعام اللہ خان واہ کینٹ سیکرٹری
 جنرل خالد اکرام اللہ خان لواری شریف گئے۔ اور بچشم خود دیکھا۔ اس کے
 بعد موتمر العالم الاسلامی کے ایک قائد جناب السید الشیخ الہاشم الرفاعی
 آف کویت دہاں گئے۔ ان کے ہمراہ سری لنکا کے وزیر مملکت بھی تھے۔
 فرضیکہ عبد اللہ دادا جیسے نوجوان نے جس سے اس عمر میں اتنی امید نہ
 تھی بلکہ زیادہ کام کیا اور سب سے زیادہ اس حلقے کے نوجوان پیر بادشاہ
 کی تعلیمات سے مرثا اور پوری تہمت اور محنت سے کام کرتے تھے۔
 فرضیکہ لواری شریف سے پورا ارض پاکستان کا ہر فرد واقف ہو گیا۔
 پیر بادشاہ سے میری آخری ملاقات ۱۹۸۲ء کو قائد اعظم
 کی برسی کے دن ہوئی۔

میں قائد اعظم کے فرار سے سید صالحان کے نیگلے چلا گیا اور پیر کے
 خوش نصیبی کہ ملاقات ہو گئی۔ کچھ دیر ان کی کچھری میں رہا۔ اور روحانی
 سکون حاصل ہوا۔ کس کو خبر تھی کہ یہ آخری ملاقات ہے۔ اس کے بعد

دوبدو گفتگو نہ ہو سکے گی _____ اول تو

کوئی دلی اللہ مرتا نہیں ہے بلکہ اس کا جسم خاکی ہم دنیا والوں کی نظر دل سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی روحانیت کا فیض قائم رہتا ہے۔ اس میں تک نہیں کہ پیر بادشاہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں اور ہم ان کے وصال کا ایک سال پورا کر کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دوسرے انتظامات کر رہے ہیں۔ لیکن پیر بادشاہ زندہ ہیں۔ ان کا روحانی فیض موجود ہے اور یہ فیض کا چشمہ جاری و ساری رہے گا۔

میں اس موقع پر پیر بادشاہ کے وداقعات کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک مرتبہ پیر بادشاہ کے پاس دو نوجوان طالب علم آئے جو سندھی قومیت کا جذبہ رکھتے تھے ان کو پیر بادشاہ نے جواب دیا کہ بٹیا سندھ وادی گلگت تک قائم ہے تم اس کو چھوٹے سے حلقے میں محدود کرنا چاہتے ہو۔ قلب کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق وسیع کرو۔ پیر بادشاہ اتحاد عالم اسلامی کے دل سے خواہشمند تھے۔

اسی جذبے سے وہ مفتی اعظم فلسطین سے ملنے گئے۔ اور عالمی حالات پر ان سے گفتگو کی۔ اور سب سے بڑی خوبی ان میں یہ تھی کہ دنیا کے کسی حصے پر مذہب کے کسی پہلو پر گفتگو کریں۔ پیر بادشاہ کا اس پر مطالعہ مکمل ملے گا۔ اور جواب تسلی بخش۔ فرضیکہ ان کے مطالعہ کے پیش نظر ان سے گفتگو کرنا آسان کام نہ تھا۔ جہاں وہ روحانیت کا ایک سمندر تھے وہاں معلومات کے لحاظ سے وہ ایک انتہائی عظیم کتب خانہ تھے۔ محبت اور اخوت کا یہ حال ہے کہ میں کچھ ماہ بھیار رہا لیکن پیر بادشاہ نے میری خیریت روزانہ معلوم کی اور اپنے آدمی کو بھیجا۔ سخاوت کا یہ حال کہ میرا خیال ہے کہ شاید ہی اس دور سے کوئی خالی جاتا ہو۔ مجھے ذاتی طور پر ان کی رحلت کا عظیم افسوس

ہے لیکن ایک سلسلی ہے کہ ان کی نظر کرم اگر ہے تو کافی ہے۔
میری دعا ہے کہ اللہ اس حلقے کے مریدین اور معتقدین کو پیر بادشاہ
کی تالیفات پر جو اسلام کے مطابق ہیں پابند رکھے۔ اتحاد کی مضبوط
دیوار بنے رہیں۔ ہر قسم کے غیر اسلامی رسم و رواج سے پرہیز
کریں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حقیر اپنا نذرانہ عقیدت پیش کر رہا ہے
البتجا ہے کہ قبول ہو۔

روزنامہ جنگ کراچی۔ ۶ ستمبر ۱۹۸۳ء

حضرت پیر بادشاہ گل حسن صدیقی نقشبندی سرگندھ

ادلیائی تحت قبائلی لالیچر فہم غیری

خواجہ خواجگان، انیس بیگسال

خانہ رحمت، سرتاج ولایت

حضرت پیر بادشاہ مرشد ناگل حسن صدیقی نقشبندی

کی ولادت باسعادت ۱۳۱۳ شعبان المعظم ۱۳۲۲ھ کو ہوئی۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ پیر احمد زمان قدس سرہ

سے روایت ہے کہ آپ بچپن میں نہایت علیل ہو گئے۔ آپ کی عیلت

نے اس قدر سنگینی اختیار کی کہ جسم اطہر پر محض بڈیوں کے سوا اور

کچھ نہ بچا۔ زندگی کے آثار تقریباً منقود ہو چکے تھے آپ کے والد معظم

روضہ اقدس حضرت سلطان الادلیا و قدس سرہ میں مراقب ہوئے

دہاں سے ارشاد ہوا کہ سب خیر ہوگا۔ پھر حسب الحکم بچہ پیر بزرگوار امام الاز

خواجہ محمد سعید مہاجر مکی قدس سرہ کی خدمت میں فرزند کی نئی زندگی کے

لئے متوجہ ہوئے۔ چنانچہ دہاں سے بشارت ملی کہ فرزند کی زندگی پوری

ہو چکی ہے اس کے جسم میں نئی روح ڈال کر نئی زندگی عطا کی گئی ہے۔

اس کے بعد آپ بتدریج صحت یاب ہو گئے۔

مورخہ حکیم زجب المرجب ۱۳۵۷ھ کو اپنے والد مکرم حضرت

خواجہ پیر احمد زمان قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ مسند ارشاد پر

نشمن ہوئے۔ رسمی طور پر آپ کی دستار بندی ۲۴ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

کو لواری شریف میں ہوئی اس موقع پر آپ نے اپنے مریدین کو جو پیام
مرحمت فرمایا ہم اس کا اردو ترجمہ یہاں پیش کرنے کی سعادت حاصل
کرتے ہیں۔

”تمام افراد جماعت ناجیہ کو میں گل حسن دستار بندی کے دست
مطلع کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ دنگاہ پاک مکان شریف لواری کا خادم بن
کر رہوں گا۔ اور جماعت مکان شریف کو میری پر زور ہدایت ہے کہ وہ ہمیشہ
خواجہ احمد زمان رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال مبارک (تولیم) کے بموجب
عمل کرتے رہیں۔ اور دعا ہے کہ خداوند کریم جماعت ناجیہ پر اپنا فضل
ذکر فرما اور توفیق بخشتے کہ وہ ہمیشہ طریقہ عالیہ پر مستحکم و ثابت قدم
رہے۔ آمین شہ آمین“

سندارشاد پر آپ کی تقریر آپ کے کچھ حاسد اقربا پر گرا لے
گذری اور وہ بغض و کینہ کی آگ میں جل اٹھے۔ انہوں نے ذاتی مناد کی بنا
پر حضرت پیر بادشاہ قدس سرہ کے خلاف ریشہ دوانیوں کا ایک لائنہا
سلسلہ شروع کیا۔ آپ کو دکھ اور تکالیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذار
نہیں کیا۔ جنہیں آپ قدس سرہ کا تمام حیات نہایت ہی خندہ پیشانی سے
سمجھتے رہے۔ آپ کے صبر و تحمل اور بردباری کا یہ عالم تھا کہ آپ نے ان
کے خلاف کبھی بھی کوئی اقدام نہیں کیا۔

سندارشاد پر آپ کے جملہ افروز ہونے کے بعد افریقہ عالم پر جنگ کے
مہیب بادل منڈلانے لگے اور جلد ہی دوسری عالمگیر جنگ پھوٹ پڑی جو تقریباً
سات برس جاری رہی۔ اس پر آشوب دور میں آپ نے اپنی جماعت کی بطریق
احسن رہبری فرمائی۔ ان مریدوں کے دکھ درد میں ان کی دستگیری کی اور
بے پناہ شفقت سے ان کو زیاد لولہ عطا کیا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آئی۔ اور آبادی کا ایک عظیم اٹھلاؤ دنیادہ وقوع پذیر ہوا۔ ہندوستان میں مسلمانوں پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے چونکہ آپ کے مریدین کی کثیر تعداد ہندوستانی علاقوں میں آباد تھی۔ چنانچہ اس صبر آزما دور میں بھی آپ نے ان کے حوصلوں کو بلند رکھا۔ ظاہری دباہٹنی ان کی مدد فرمائی۔ یہ حضرت پیر بادشاہ قدس سرہ کی کراہت تھی کہ آپ کے مریدین کی کثیر تعداد ہندوستان سے بحفاظت تمام پاکستان آگئی۔ اور ہمیں کسی کو کوئی گداز نہ پہنچی۔ یہاں پاکستان میں آپ نے ان تمام مہاجرین کی مادی طور پر اعانت کی ان کی رہائش و خوراک کا مقولہ انتظام فرمایا۔ اور اس وقت تک ان کی خبر گیری کرتے رہے جب تک ان سب کی رہائش و روزگار کا خاطر خواہ بندوبست نہ ہو گیا۔

آپ کا در اقدس ہر وقت ہر حاجت مندوں کے لئے کھلا رہتا تھا جو بھی فریادی آتا آپ اس کی داد رسی فرماتے۔ کوئی مشکل آسان ہونے کی التجا لے آتا تو اس کی مشکل کشائی فرماتے۔ کوئی دوا دوار کے لئے آتا تو اسے دوا عنایت کرتے اور وہ آپ کی نظر کھمیا اثر سے شفا یاب ہو جاتا۔ محض اس کام کے لئے آپ نے خادہن ماور کر رکھے تھے جو آپ کے حکم کے مطابق مریضوں کو دوائیں دیتے یا حسب ضرورت، انہیں شہر کے مشہور ڈاکٹروں کے پاس لے جاتے یا ان کو ہسپتالوں میں داخلے وغیرہ کا بندوبست کرواتے۔ آپ ان تمام دکھی مریدوں کا بار بار احوال دریافت کرتے۔ اور ان کی دلداری فرمایا کرتے تھے۔

حضرت پیر بادشاہ قدس سرہ شریعت محمدی کی پوری پابندی کیا کرتے تھے۔ اپنی ساری زندگی اسلامی طرز کے مطابق نہایت سادگی سے بسر کی۔ اپنے سلف صالحین کی اتباع کو ہر چیز پر مقدم رکھا۔ نماز فجر کے بعد تلاوت

کلام پاک آپ کا محمول تھا۔ شب کے آخری حصے میں مراقبہ اور ذکر الہی بھی فرمایا کرتے۔ اپنے مریدوں کو بھی شریعت و طریقت کی پیروی کی سختی سے تاکید کرتے۔ حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان قدس سرہ صابر و صفتہ منورہ کا عرس مبارک ہرمہ ماہ کی چار تاریخ شب و روز اور دیگر نزدیکان لواری شریف اعراس مبارک منانے کا اسی طرح اہتمام فرماتے تھے۔ جس طرح آپ کے عظیم والد کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ہرمہ ماہ کی ۴ تاریخ کی شب نو وارد اشخاص کو جو طریقہ عالیہ میں داخل ہونا چاہتے تھے انھیں تلقین و توجہ دیتے۔ چار تاریخ عرس اور دیگر اعراس مبارک دن مجالس کے بعد جماعت پر خاص عنایت فرماتے۔ ان کو شرف دیدار سے مشرف فرماتے۔ ان کے احوال و سر و صفات سنتے اور سوانح پر ہی احکام صادر فرماتے۔ اس طرح آپ کے فیض کا پرتو مرید کے قلب پر جلوہ فگن تھا۔ اس میں کوئی بے لوث نہیں کہ جماعت کا ہر کد آپ کے دریائے فیض سے سیراب تھا۔ اگر آپ کی کرامات کے واقعات کو احاطہ تحریر میں لایا جائے تو دفتر کے دفتر بھر جائیں۔ اس کے باوجود آپ نام و نمود کو سخت ناپسند فرماتے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے در اقدس پر نیوی و آخری مقاصد حاصل تھے یہ سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے

در قبائے اہل دنیا کارِ عقبی می کنند

نمرقہ فقر است پنہاں در قبائے نقشبند

(حافظ)

سندھی زبان کے علاوہ حضرت پیر بادشاہ قدس سرہ کو اردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں پر بھی عبور حاصل تھا۔ آپ کی مجلس میں مشائخ جید علماء محدث، فقہ، سائنسدان، انجینئرز، ڈاکٹرز، تاجروں و دانشوروں وغیرہ حاضری دیتے تھے اور آپ کے بصیرت افروز ارشادات سے

مستفید ہوتے تھے۔ اور آپ کا ایک ہیر دنی ممالک بھی تشریف لے گئے۔ سعودی عرب کے دورے میں آپ نے عمرہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے متحدہ عرب امارات، لبنان، مصر، شام، ایران، یورپ اور بھارت وغیرہ کا بھی دورہ کیا۔ کسی ایک غیر پاکستانی دانشور و علماء جن میں عرب، ایران، جرمنی امریکن، و انگلینڈ شامل ہیں آپ کے مداحوں میں تھے۔

حضرت پیر بادشاہ قدس سرہ زندگی بھر اتحاد بین المسلمین کے لئے کوشاں رہے۔ آپ نے کبھی بھی سیاسیات میں حصہ نہیں لیا بلکہ ہمہ وقت پاکستان کی ترقی و استحکام کے لئے دعا گو رہے۔ اپنے مریدین کو ہمیشہ حکومت کے مردہ قوانین کی پابندی کی پر زور تاکید فرماتے اور پرامن رہنے کی تلقین کرتے تھے۔

حضرت پیر بادشاہ کی تحریری وصیت کے مطابق حضرت پیر میاں فیض محمد نقشبندی موجودہ سجادہ نشین قرار دیئے گئے۔ حضرت پیر میاں فیض محمد نقشبندی صاحب مدظلہ العالی کا خاندان گذشتہ دو سو سال سے بررگان لواری شریف کی پشت بہ پشت خدمت کرتا چلا آرہا ہے۔ آپ اس خاندان کے موسس و مورث اعلیٰ حضرت پیر میاں قاضی احمد قدس سرہ کے پسر پوتے ہیں۔ حضرت پیر میاں قاضی احمد قدس سرہ حضرت سلطان المادلیا و خواجہ محمد زمان قدس سرہ بانی درگاہ لواری شریف کے مشہور خلیفہ تھے اسی طرح حضرت پیر میاں فیض محمد نقشبندی صاحب کے آباؤ اجداد کو بھی اپنے عہد میں اس وقت کے سجادہ نشین درگاہ لواری شریف کے خلیفہ ہونے کا شرف حاصل رہا۔ اور درگاہ لواری شریف کی خلافت گذشتہ دو صدیوں سے آپ ہی کے خاندان میں جاری و ساری ہے۔ چنانچہ آپ کی شخصیت کے سوا اور کون سجادہ نشین کے اہل اور بوزوں ہو سکتا تھا

حضرت پیر بادشاہ قدس سرہ کی طبیعت مبارک زندگی کے آخری چند
 ماہ میں زیادہ علیل رہنے لگی۔ اس عرصہ میں آپ نے اپنے کئی ایک مقربین
 سے اشارتاً اپنے وصال کا ذکر فرمایا۔ عالم قدس سے قربت بڑھنے لگی۔
 بالآخر ۲۷ رزی قعد المبارک ۱۲۰۲ھ کو انوار ہدایت نقشبندیہ کا یہ آفتاب
 عالم تاب ہماری خاک کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو گیا۔
 اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

مرشد ماگل حسن نور الہدی
 خازن رحمت شہہ لطف و عطا
 تو ہمیشہ زندہ جاوید ہے
 چشم عاجز سے اگر چہ چھپ گیا
 نجیب سے القا ہوا سال وصال
 شاہ لواری مشکل کشا صاحب لوا

۱۲۰۲ھ

حضرت پیر میاں فیض محمد نقشبندی صاحب مدظلہ العالی آپ کے
 حیات مبارکہ میں ہی آپ کے خلیفہ مجاز اور جماعت کے صدر کی حیثیت سے
 جماعت میں محترم و مقبول تھے۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی تحریری
 وصیت کے مطابق پوری جماعت نے آپ کو بحیثیت سجادہ نشین لواری سے
 شریفیہ تسلیم کیا اور اب آپ جماعت ناجیہ کی رہبری و رہنمائی احسن طریقے پر
 کر رہے ہیں۔

گر تو سنگ خارہ مر مر شوی
 چون لبصا حبل رسی گو ہر شوی

(مولانا روم)



حضرت قبلہ پیر بادشاہ جن مان مختلف وقتن ۾ ڪافي معزز
 صاحبن جو ملاقاتون ٿينديون رهيون آهن. اسان جن به معزز
 صاحبن تاءِ پهچي سگهيا سين انهن مان پير بادشاہ جن بابت
 تاثرات ورتا سين هتي انهن جا عڪس پيش ڪري رهيا آهيون.
تاثرات جي ترتيب هيٺين ريت آهي

- عڪس نمبر ۲۰ جناب عزت مآب پير علي محمد راشدي صاحب سابق وزير
 اطلاعات و نشریات، حکومت پاڪستان
 عڪس نمبر جناب سيد فتح الدين شاه صاحب چيف خليفه حضرت مخدوم
 طالب الموليٰ مدظلہ آف سانگهڙ.
 عڪس نمبر جناب عزت مآب خير محمد جوڻيجو صاحب،
 مالڪ الحيات جنگ فيڪٽري لميٽيد سانگهڙ.
 عڪس نمبر جناب الحاج رئيس علي نواز انر چيئرمين صدر قاضي احمد نواب شاه
 عڪس نمبر جناب عزت مآب نواب قربان علي خان لغاري،
 نصري پور۔ هالا حيدرآباد.
 عڪس نمبر جناب محترم ڊاڪٽر ايس ممتاز جيل صاحب ڪراچي.
 عڪس نمبر جناب حضرت علامه مولوي محمد اصغر صاحب،
 مدرسه درسيه، صلا ڪراچي.
 عڪس نمبر جناب محترم رئيس امروھوي صاحب.
 عڪس نمبر جناب سيد محمد عارف صاحب وڪيل هاءِ ڪورٽ سانگهڙ.
 عڪس نمبر جناب ڊاڪٽر ايم۔ مرتضيٰ حسين صاحب ڪريم آباد ڪراچي
 عڪس نمبر جناب محترم ممتاز مرزا صاحب،
 سينيٽر پروڊيوسر پاڪستان ٽيلي ويزن (ڪراچي)

سیر بادشاہ ساء گل حد زان مرحوم علیہ معنی یہ معنی زمانہ کو میر بہ ہو بادشاہ بہ جو۔

سیران کاغذ سان تہ جو قوی اشرفی در گاہ جو غادر نشانی گھڑی انکیان جنگ کے دریا۔

بادشاہ ان کاغذ سان تہ سنوس حاصلتوں یو خوبیوں شاہانہ ہیون۔ مون گھٹاں

سیر دنیا، خدا رسید بہ یہ صف تالو چنوبہ۔ پر سیریا گل حسن روزد اللہ جسے پایہ

جو درویشیں جامع الصفات سیر مون جو درلی تونو۔

سندس گھڑوں خوبیوں بیان کریان؟ فی لفظ یہ ایجو موقر عیان کیاں

تہ جو سندس تہ جو کامل معمل اعنان جو۔ ماکھوہا پہ سنتیہ سیر بہ ہیہ یو جو بہ

اندازن رفیقہ انداہیت جا گئیں قائم رکھ آسمان گلاہ نہ آجی۔ ہی فی صفت سیر مون

دو حویکو اعنان پھر یان یہ سیر لوہو جو۔ اعنان ہی معنی چاہ انداہیت جو مطلب گھڑو؟

خدا تہ ہی سنت رسول سلیم جو اتباع، سادگی، صفائی، سچائی، تکبر، غرور، و لالچ کان

موسا، یہ اشرفی ریت زندگی جو سفر طے کرنا جو ^{ماتھون} مخلوق خدا تہ بار یہ جو پانہ ہی لاکم اعنان

انداہیت جون ملکوتی دنیا میں ^{ماتھون} گھڑی ہیں جنہوں معنی یہ سیر بادشاہ جو ہوا ہے۔

سنہ ۱۹۵۷ء میں پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ہونے والے پانچ ماہ کی جنگ

میں کئی گھنٹوں تک کئی کئی گھنٹوں تک جنگ چھڑی۔ صبر کی سرحدیں توڑنے کے لیے ہندوستان

میں بھی مائٹن جنگ لڑی۔ آٹھ ماہ کی جنگ میں ہندوستان کا دماغ کھل گیا

سبھی نے لگے کہ پاکستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے۔ ہندوستان کے لیے یہ سب سے

بڑا خطرہ ہے۔ ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے۔ ہندوستان کے لیے یہ سب سے

بڑا خطرہ ہے!

ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے!

سوں اچھا نہیں ہے۔ ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے!

ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے!

ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے!

ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے!

ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے!

ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے!

ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے!

ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے!

ہندوستان کے لیے یہ سب سے بڑا خطرہ ہے!

پتو پورہ، انجمن ترقی

پاعلی سداد

Phone No. { T. Mitha Khan 1
T. Mitha Khan 12
Sanghar 402
Hyderabad 30747

Sayeed Gul Hassan Shah

Zammedar
Tando Mitha Khan
District Sanghar

سید گل حسن شاہ

زموئدار
ٹنڈو مٹھا خان
ڈسٹرکٹ سانگھڑ

Date _____

جناب حضرت قبلہ میں بادشاہ علی حسن مدنی حق سے برہ جن سون
 سوادہ درگاہ تعاری عالیہ شریف پان شریف جا صاحب اجلاق جا
 باش انسان ہٹا پان ہمیشہ عزیزین پ مسخین جا ہمدرد ہٹا
 گھنٹ پ خانانن سان سنن تعلقات ہٹا پان علیہ لیاقت وسیع
 ترنہ ہٹا پ تمام گھٹا زہین ہونہ ہٹا پ جنہی دوسے سان
 رحیمہ سلامت پ تلب قرار حاصل ہئی تیر۔ اللہ تعالیٰ جہ
 پان ہی پچھا ہی اہائیں ہی۔ سنن کچھری برسین ننگلو
 درسنی دک دور پ درد دفعی ہی وس ہٹا۔
 پان مال جا (ہو پان مال) جا ناصر ہونہ ہٹا جینا سارین
 سنگھار مال پ ہونہ اکھن این نظر اینا ہٹا۔
 سنن دتاکیم ویجو ہڈے سپ کھن مل جا مہٹا مہٹاقتہ
 پ نظریم اینا ہٹا پچھا مال جو ایند تہ توفین ہونہ ہٹا تہ
 حقہ۔ مل پ ضرورت ہونیک ہیک۔ سنن دتاکیم مان ملہ
 ہٹا۔ حینت پلا پاندا۔ داند۔ ساکن۔ سنن جرقہ۔

دنگو جا برتنی الیہ لیا
 رھیا برن سانرا

Phone No. { T. Mitha Khan 1
T. Mitha Khan 12
Sanghar 602
Hyderabad 30747

بجراہ الرحمن فرجینا

باعلی سداد

Sayeed Gul Hassan Shah
Zamadar
Tando Mitha Khan
District Sanghar

سید گل حسن شاہ
زمیندار
ٹنڈو مٹھا خان
ڈسٹرکٹ سانگھڑ

Date _____

میں نے جو تسمیہ اعلیٰ ہے صحت کئی نہ ڈرو سین۔

یوں پاکستان میں نئے نئے مال مقہور ہونے لگا۔

ہاں میں طبیعت ہمیشہ ساری تھی سان ڈرائیون۔

تعمیرات دینا ایندرو دیندو ہلڈو وقت وری کھان ڈرائیو

قوی ہے چھدری ڈی ہونا۔ مضمی مائن کئی دفعہ ملاقات

تیل کے مگر سے دفعہ مضمی پاؤ دفعہ جوالی لاپ مولا

میں سان چھدری لکھتے تھے کہ ملے آتا۔ اساتیم سنہ

ککری و پٹی ککری شرف مرزاخان و شرف مامل شو

حقیقت یہ ہونے کاٹن میں حقیقت میں واقفیت پٹی جرضہ

موتی پیچھے سبھا یارو ہوی ہونے اسین سہلو۔ پاؤ یاد حافظی آتہ

سبھا یارو ہوی ہونے اسین سہلو۔ پاؤ جت۔ یاد حافظی واری جت

رہنہ صفا۔

وہی مضمی لکھتے تھے

بیتا بزرگوار (میرزا)

یا علی سداد

Phone No. } T. M. Khar: 1
 } T. M. Khar: 12
 } T. M. Khar: 402
Hydrabad 30747

Sayad Gul Hassan Shah
Zammedar
Tando Mitha Khan
District Sanghar

سید گل حسن شاہ
زمیندار
ٹنڈو مٹھا خان
ڈسٹرکٹ سانگھڑ

Date _____

اساتھی پرشہ سائیں خدوہ ختمہ الزمان باب النولی سانا مسنہ نام گھیلے
معتبہ و بیار ہونڈ صرہ و ہیشہ مخروم جہ مسنہ منہ اغزائی
کھار جہا و خورہ چانہ سنا جے ایڈی ہمداری کھی جوسیا ستہ
مخروم جہ جے وقت و وقت مدد کھا سنا یا ملکتان
سیاستہ کھی پامینا سنا ترقف دعوتی بہ مخروم جہ جے
صدی و مدد کھا سنا۔ اقر نررت و کمال و بیچار دیان
مان لہ ویا مسنہ جتہ و افراق و بیار ایا قائم و دائم لکھے
اسابی دعا لکھے اللہ تعالیٰ بھیجی بھوب جے مجاہی کیت منت
و جاو دیتی آمین شب آمین

جامعہ قادیان

دعا گو جامعہ قادیان شہ سید لکھا ویا

مندرہ مانا مال تھو سانگھڑ

چینو خلیز صرہ مخروم جہ لکھا ویا

Sanghar { 530
588
Karachi { 530770
533279
616452

Al-Hayat Ginning Factory Ltd.

Shahdarpur Road,
SANGHAR (Sind)

Date _____

Ref: No. _____

حضرت پیر میان گل حسن آف لغواری شریف

دہگاہ لغواری شریف عتباتی نامیاریا درویشی پیر احکامیہ جن دین الہیہ
بی تادی خدمت کئی، اکلن کامل درویشیہ سان پیر میان گل حسن
بہتک ہوا پیر صاحب بی منحنی والد صاحب صاحبان محمد میان پور
سان تمام سنی دوستی ہئی سندن میل ہول ہر سلسلہ احقر کرا
ب سندن ہوا پیر محمد دفعی سائگھر منلی بی دوری دعوتہ امالیہ
شورہ کولہ بہ آیا۔

پیر صاحب تمام سادگی سندن ہئا، پران سان تذکرہ
علمی لیسریہ اسیری نہ کمال فی کمال ہئی جو پارہ تمام سنی ہر
پیوہ الاقوامی مشن فی جاگھیندا ہئا۔

پیر صاحب جو پائی سال بناد تمام گلا جاڑی سکوفتہ
پیر صاحب دارم لغواری شریف بی واٹر کور ہڈا شوز پیر صاحب
دارم گلازار مناکوی بی مسکن پرور انشاہ ہوا بی سندن
درویشیہ طبیعت بی کری سندن ہوا بی ہر بی سندن
دارم سان پر پلہ لغواری ہئی۔

دعا آئی نہ رہے پاک پنحنی مراکت پیر صاحب

Al-Hayat Ginning Factory Ltd.

K. M. Akmal

Director.



ماضی سب سے بہتر ہے۔

بہتر ہے ماضی سے۔ اچھا اور کھار ہے۔

اب حضرت پیر اور شاہ گلے میں رہا ہے جیسے ماضی سے بہتر ہے۔

بزرگی ہے لحاظ سے بہتر ہے۔ ماضی سے بہتر ہے۔

بزرگی سے بہتر ہے۔ ماضی سے بہتر ہے۔

بزرگی سے بہتر ہے۔ ماضی سے بہتر ہے۔

بزرگی سے بہتر ہے۔ ماضی سے بہتر ہے۔

بزرگی سے بہتر ہے۔ ماضی سے بہتر ہے۔

بزرگی سے بہتر ہے۔ ماضی سے بہتر ہے۔

بزرگی سے بہتر ہے۔ ماضی سے بہتر ہے۔

بزرگی سے بہتر ہے۔ ماضی سے بہتر ہے۔

بزرگی سے بہتر ہے۔ ماضی سے بہتر ہے۔

جس وقت ورنه تو اس سبب ز انہر جو یادگار مکن ۔

قاہل ہے احمد ہے جو دے فی عکس ای یہ ملاقات ہے وقت اخص کرے
جناب حضرت پیر خلیل فرس صاحب جن پر گدا ہو نہ اعدا ۔ جن مامین سان
ہر اساتجی و دن کان و بی پندہ ذوقی یہ عیب زہری جو قتل ہے ۔ پیر باد شاہ مین
پیر مہار نزار ^{مگر تو} خاص مریدوں بنیادی بزرگین ہے کبریٰ نماہ گھوٹا پیارو
محبت سان پائید اعلیٰ گستاخا ، اھولی سبب ہے جو پان نریں
اولاد نہ ہند کبری ۔ سندن وفات بعد سید لاری شریف ہے درگاہ جو
جانسین مقرر کرل فرمایا لٹن ۔

پیر باد شاہ گل سند مامین جو اساتجی مرشد قبل حضرت مخدوم ^{مخلص} طالب العالی
سزا د و نسیر نہ رہا مخدوم سرور نوح رحمتہ اللہ علیہ سان بہ دلی قریب و رسو
ہوند و صو ، عالی جناب جناب مخدوم مامین جو ہر و گری دعوت تہی
پیر باد شاہ گل سن سائز جن ہذا مخدوم دعوت تہی پانہرہ فکر تہی باوجود
مرد دعوت پر سرور کڈا ادا تھا ۔ ان ~~مخلص~~ ندلو کرے یہ اساتجی پیر باد شاہ
جن سان و گلو قتلو یہ حدیہ تہدی موص ۔ خداوند کریم مدد تہا ^{مخلص} اصر
بزرگین بے بزرگین ~~مخلص~~ بے اصر ہے مامین کی پندہ ہے رحمت
بہ اصر بی مرد قی لسان چورن کم تہ بڈ پانہرہ کی بہ دین ~~مخلص~~ دنیا
و آفرت کی مودارو کر وافر ہائی اے مین

محببتی مد اڈار ۔ موی ویرا ملک تہی
انڈن کا ز اچ ڈار گو زر گھار بڑر ڈینہرا ۔

سخنار " عالی لاری
الشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جو (جیش) کی جٹاریاں سنی لاهوتی لڈی دیا

جناب حضرت پیر، بادشاہ مائیں مرحومہ مغفور پیر گل بسز، صاحب
 سلام اللہ علیہ جن سادے چہرے کی دھو مسند کی چٹائی واری زفا
 خیا رتے کرتے تھے سفادت حاصل کی۔ چند امراء اب جیش حضرت پیر
 فین امر ماہ پروردہ بنجاده نشین درگاہ لواری شریفی و الداج رشیدی علیوازی
 از مراد اب جیش شریفی منزل تھا۔ زیارت کسوں کا آداب اهو
 دل میں خیالے صوت لہندی و ڈی درگاہ شریفی جن جی سوار
 فقیر، امیر، برائے کھیت، ملاقات لڈی، جیش پیر، انرا

کیش و جہاں دید، آ؟ گفت سنید موقع ملند و یا الای نہ
 ہزارین خیال و خدشہ دل سے ملے جہاں ایٹن محسوس تھے
 جناب حضرت جہاں اسانے جا لڈی واقف جہاں نہ مائیں بزرگ
 سندت نشیف، درخابرت، مہمان نوازی قرب و پیار غلم جی احباب
 وسیع معلومات و گفتار جی گوہر افشاں جی کھڑی گالہ کھی
 دیا لڈی خود غم نہ ہو نہ دیت مہمانانہ محبت حاصل کی حضرت
 جی سنت پری روی کا کہ نہ لڈی خدمت سے عرض پیر
 نہ قبلا سائیں نہ جی جی پجارتی و قیامت جی قبیل احمد مستط
 او جان ماہیں جی درگاہ شریفی جی خلیف عبد الرحیم گروزی شریف
 واری فرمایا وہی آفت اسرافون رسبو راحت ریز الی وغیرہ -
 او جان ماہیں جی انوری اری کھڑی راہ آھی؟ اور باقی کھڑی

الکھی کی رو کھڑی و جہاں نہ مائیں
 سادے اللہ پیر جاد سادہ جہاں آھی کی روشنی و ہندی پارسی و عربی
 و دن مہر نہ و بزرگی و اہل علم و ارنے جا قلی بیات فرمایا، و اخیر
 مدیت شریف، قرآن شریف جی والے سادے، اہری لڈی سلسلہ
 سہ عالی جو عامریوں مولیٰ سبھی متاثر تھاسو، اہری علوی داد
 معلومات، حدیث پری، قرب واری کھڑی اختیار کی ہستی،

دنا سبھا سیرینے - اچ پیر آلرین
 والوں نہ داپن - پسٹ ڈاران پرتی جی "ممتاز"
 وری نہ ہک دھو چٹائی و رشیں الداج علیوازی خات امر ماہ جی دعوت
 زیارت نسب جیے دل و سدا شین پیر جاد سادہ ماہ جی جی ہل
 جی جی جی پری پری پری پری پری پری پری پری پری پری
 و آیت ڈی جی جی جی جی جی جی جی جی جی جی جی جی

بندہ قربان علی لغاری ممتاز
 تاجپور ضلعہ بالا اہل حیدر

HOMOEOPATHIC DOCTOR

S. Mumtaz Haider

B.A.

REGISTRATION NO. 23

PHONES { CLASS: 418923
NO: 1-88488

Dispensary: MARTIN ROAD.

Residence: 7-10-7, MADHARAD

Karachi 13/2/1982

حضرت پیر بادشاہ گل حسن صاحبی درویش و خوشنویس
 سے پہلی بار میرا تعارف صیاب غلام محمد دادا پورانی کے ذریعے
 دروم کے قریب سے ہوا تھا۔ ایک لیدر ~~پورانی~~ وہ اورنگ
 خانہ وقتاً فوقتاً میرے زیر علاج رہے اور دروم کے وقت
 کے اور یہی یہ سلسلہ جاری ہے جس میں میں اپنے لیے بائیس مرتبہ
 معجزہ ہوں۔ علاج عالی کونہ سے جی حضرت پیر بادشاہ کو بہت
 وقتوں میں بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کا اولاد
 شہزادہ لوگ۔ انکی منگیا لہجہ اڑی اور ان کی اللہ ان دوستی جی
 بہت سے رہے گی۔ حضرت داچہ نے وہی حضرت کے ہاتھ
 اور انکا مرنا دیکھا۔ وہ بزرگ پیر عزیز مرثیہ کے صاحبزادے
 تھے پیری مرثیہ کے صاحبزادے اور اس راہ و رسم مرثیہ
 سے ہر وقت ہی میرا رابطہ رہتا ہے۔ اپنے ہر ذرا ہی آہ کلفت
 پیرا کہ میں خود کو اپنے عقیدتمندوں میں شمار کرتا ہوں
 مع حق شہرت کرے مجھ آزاد مرد لقا۔

10/11/1982ء بروز جمعہ 19/11/1982ء
 مولانا محمد داؤد صاحبی صاحب

مرکزی انجمنِ رضائے عنایت (جسٹری)

صدر مدرسہ - ایس بی اے / نزد مین سجدہ - صدر کراچی لبریری

فون : ۵۱۶۶۵۰

میر تقی علی والد ماجد حضرت علامہ محمد نور الحسن مدنی کے پھوپھو تمام ہی علمائے شاخ اور شاہد پیر کوتریا
سے دیکھنے کا موقع ملا انیس برس سے ایک ممتاز و ممتاز شخصیت حضرت علامہ قندہ الدین زبیر
اساتین پیر گل حسن ہمدانی کواری شریف کی جہ سے میر تقی علی انڈاز اور رکورد کھاد میں کسٹم
کا تصنع بنا دیا اور "بہ زبرد لوق صلح کند یا دارند" کا ادب سائنسائے میں نظر نہیں آیا وہ
انتہائی حیا چشم بامرث اور پیکر قبولِ دل آویز تھے وہ "الدین کلام ادب" کے سانچے میں دیکھے
پورا انسان تھے طبیعت میں جلال و جمال کا حسین امتزاج تھا اگرچہ رنگ و جمال غالب تھا وہ
حقیقت میں اکابر سلف کا ایک کامل نمونہ تھے بقول سے

سنت سماگم پر کھتا تلسی در کعب دو

سنت دارانہ نکستی پاپی گوہی ہو

نیکیوں کی صحبت اور اللہ کا ذکر اسے تلسی دلوں عزیز میں کم باب میں اور دوستان
اور عدلت تو فاسقوں کا فردن کر کہیں بیشتر ہے لہذا آج جب میر تقی علی کواری شریف کے نوجوانوں کی
تنظیم "ناجیہ شاگرد تنظیم" کی جانب سے ایسے تاثرات قلم کرنا کی سعادت بخشی گئی تو یہاں
صرف ایک واقعہ جو خود میر تقی علی سے متعلق ہے تحریر کر رہا ہوں جس سے انکی رخصت داری
اور بعد از خلق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے غالباً ۱۹۸۲ء میں گولدری صلح بدین میں کا ایک
واقعہ میں پیر ایک بیت شرف الدین کیر پور شہید ہو گئے تھے وہ میں کراچی کے عباسی شہید پور
میں زیر علاج تھا عیادت کیلئے آئے والے لا تعداد تھے لیکن وہ دن بغیر میر تقی علی کی کا اہم ترین
دن تھا جس دن قندہ پیر صاحب میر تقی علی کیلئے تشریف لائے تھے انکی تشریف آورده سے
لوٹ باعث ثنویت و برکت ثابت ہوئی اس منہمکہ برآخس منہ سبھلہ ہائیں ہوئیں شرف الدین
کیر پور شہید کی المناک مرث کے علاوہ بہت سے ہائیں ہوئیں ان یادوں کا ذکر فقیر نے
تو قلم کو لکھنا وہ آنکھوں کو اشک بار کیسے کون روکے گا کہ

من خود کنم آغاز ہائیں کہ رسا نہ؟

عبداللہ

۹۸

ایک نادر و نایاب شخصیت

(ریس امر دہلی)

لواری شریف کا ذکر ہم نے قیام پاکستان کے بہت قبل سنا تھا اور اس سلسلے میں بہت سے واقعات جمع ہوئے ہیں۔ ان کے اخبارات میں بھیجے گئے۔ کبھی سوچا جلی نہ تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ہمیں چشم خود اس بزرگ شخصیت کی زیارت نصیب ہوگی جو لواری شریف کے خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ یہ اشارہ فوت پیر بادشاہ نکل من صدیقی نقش بیری قدوس سرہ (گڈی ٹین دہماہ عالیہ لواری شریف) کی موت ۱۱ بجے چوتیس پینتیس سال قبل کسی تقریب کے رات امرت کو حضرت قبلہ نے بار فرمایا سہاں تک جیسے مارے۔ ارکان شریف کا آٹھ گھارہ شام کے وقت ہم میں نیاز مند حضرت کی قیام گاہ پر حاضر ہوتے۔ ^{بہت لمبے علاوے} میرے چہرے لہائی لہو لہو تھی (ہر ایک زمانے میں اور زمانہ رنگ کے چہرے ایڈیٹر تھے) اور ستور نقاد و ادیب ہر دہائی ہمارے ہیں جو آج کل لندن میں تیسری دنیا کے ڈیپوٹس لہو لہو کے ایک عالمی معرکہ پر کام کر رہے ہیں۔ ^{بہت مشکل تھا} بالآخر آمیز ذرا لہو کے لواری شریف اور اکا قدیم دہماہ کے خاندان طرقت کے بارے میں ^{شرح و وجہ کے نقشے کیے} تک پہنچنے کے لئے ہم نے اس مملکت کی دیہی اور راقی دیوار میں ایک استیجاب آمیز سفر کا آغاز کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس سفر کے شام ہی ہم ایک رفیق راہ غاکی قیادت میں ^{دو گھنٹے} قیام گاہ میر حاضری سے تو حضرت کو کشادہ اطمینان پایا

۱۔ تعارفیہ تر جواب ہر سوال

مشکل از تو حل شود بے قبل و قال

نورانی چہرہ۔ لیوں بردل آدین مسکراہٹ۔ لہجے میں نرمی اور لطافت اور گفتگو میں حکمت و درون کے انوار کی جھلک! حضرت کو دیکھنے ہی اندازہ ہو گیا کہ ان کی شخصیت، شفقت اور احسان کی پیر اور پیر سے روحانی انداز سے مراد ہے

میں نادر و نابا بتعقیب میں ایک برسر کشتی تھی۔ جو بے اختیار دل کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ عام طور پر سجادہ
 نشین حضرات میں مگرینہ۔ احتیاب۔ رکاوٹ اور خود استخراجی (یعنی اپنے آپ میں ملکن اور بصیرت رہنا) کی کیفیت
 پائی جاتی ہے۔ جہاں کے اور شایہ نشینوں کے درمیان درپوارہ نیکر حاصل ہو جاتی ہے۔ یہاں اسکا دور دور تک پتہ
 نہ تھا۔ ~~مگر~~ کچھ بجائے فقر۔ خود نگہدار کی بجائے خود درگی اور اختیار کردہ وضع دار کی بجائے اختیار
 درویشی کی شان اور درویشی کا نشان!۔ بھی حضرت قدس سرہ نے بعینہ سے پرانے خاندانی کاغذات اور فرامین
 اور دستاویزوں دیکھ کر میں ^{دیکھا} تو اور اس مشرب کے بارے میں بعض دلوں نے جو داستان سراہان اور سالفہ طرز زبان کی
 تھیں سان کی کیفیت کو واضح کیا۔ تاہم مسائل و فقہیہ لومانیہ گفتگو کرتے رہے۔ اس ضمن میں بعض اہم فارسی کاغذ کا
 جلی ذکر فرمایا اور یہاں کہہ لیا کہ انہیں اگر اردو میں منتقل کر دیا جائے تو ان کا وہ عام ~~بھی~~ کی ایک صورت پیدا
 ہو جائے گا۔ یہی لڑ پیر اور دیکھ کر گفتگو تھی۔ وہ کہیں اور نہ ملے کوئی۔ اچھا چند لمحے بعد اس کا لکھنا ہو کہ
 حضرت کی گفتگو بارے قلب کے دیکھ کر شکر تو رکھی اور کلمہ جاری ہے۔ نہ اور ہے کوئی نادر آفرینی تھی نہ اور
 کوئی شگفتہ۔!۔ جو پوچھا اسکا جواب آیا۔ جو سمجھ میں نہ آسکا اسے تعقیب سے کھینچا۔ یہی غلطی ہی میں ہم شیروں
 کو اندازہ ہو گیا کہ مر لانا اور م کا یہ بیان کتنا بنی برہمن ہے کہ

عقبت صالح ترا صالح کند

عقبت صالح ترا صالح کند

ایک صالح کا عقبت نیک بناتی ہے اور نیکوں کی عقبت نیک بناتی ہے۔ لیکن شیخ سوری

لیکن شیخ سوری نے فرمایا ہے کہ جو نیکوں کی عقبت نیک بناتی ہے۔ لیکن شیخ سوری

۳
 جمال ہم نشیں درمن اثر کرد
 دلہنہ من ہماں حاکم کہ ہستم

رہی لے کہا کہ میں تو ناجینر مٹی تھی۔ لیکن کچھ مدت چھوڑوں کے ساتھ رہی، ساتھ ہی ساتھ ان کی رفاقت نے مجھے
 جلی کر سب اور بنایا۔ روز میں تو وہی خاک ہوں جو تھا، ان کی صحبت میں سرتی تاثیر تھی جو دونوں پہ کو کھینچ کر لیتی تھی
 اور ان کی انگلیوں میں وہ جیک تھا جو صورتِ ندبِ عارفی کا عکس ہوتی ہے۔ اس پہلی ملاقات کے بعد جبکی لہذا
 تزیینتِ دین کے اثر تھی ہیں۔ حضرت کی خدمت میں متعدد مرتبہ حضورِ اولیٰ کا شرفِ نصیب ہوا۔ اور ہر بار تہ
 نے نیاز نہ لیا اور ارجح نے بنا تاثر قبول کیا۔ حضرت محمد کا سر پہ چھوئی ہیں درویش اور بادہ درویشی میں بادشاہ
 دنیا اور گار دنیا کے ان کا اہل و عیال کو با کی در تک تھی۔ عام ٹھوں میں جانے کے گریز نہ تھی
 در صحبت ان کی حکمت میں دلوت اور دلوت میں حکمت کا عالم نظر آتا تھا
 سولہ ماہ و سارہ کی سبانی داکے
 پائے کیا جینر سزا عالم تنہائی ہے

حضرت کو اس ناہینر سے حلقہ خاطر تھا۔ اس کے بعد میں نے اپنے اخبار اور نامہ شہرازم کا ادارہ شریف نر شائع کیا
 اور اور نامہ نرک میں گل نر و نظم کے ذریعے اخبار عقیدت نر تارہا۔ فرادوں اسٹانی بعض فارک تقدیر کو جان کے
 خانوادہ عالیہ کے تعلق رکھتی تھیں۔ اور زبان میں مشغول فرمانا جانتے تھے۔ میرا فارک دانی سے کھینچا نظر تھی
 متعدد گھنٹوں میں اس سفر بے مادر آیا۔ مگر کس نے کسے بعد کے یہ سفر بے عملی نامہ ڈھین سٹا۔ آخر میں یہ اور
 نر اور کہ میں سے مجھے متعدد حضرات شائع اور سارہ کسٹن بر لوں کی فہ خدمت میں حاضری کا شرف حاصل

مکتوب بہر بادشاہ گل محمد حسن صدیقی نفس نبوی قدس سرہ کی تصنیف نے ذہن میر جمشید شاد راہ ۱۰
 کبھی زائل نہ ہوگا۔ لغت کے اعلیٰ ترین ادنیٰ قاصد۔ انسانی کردار میں بوسیر اسرار فیض و کائنات پیدا کرتے
 ہیں۔ ۱۰ تصنیف مکتوب کی وہ قفا ہیں ان کے اندر موجود تھی رسم پچھے جب غلی غلوت کی خدمت میں حاضر ہوا گا مارتع
 مدنا۔ یہ عرصہ فرزند زبان ہوا جاتا کہ

۱۰ گل! اینور فرستم تو بڑے کھداری
 (۱۰ گل! میں تمہارے بہت سے دوستوں میں کہ جب سے تمہاری آتی ہے)
 دل سے باکلمار کے آتی ہے
 دن کی خوشبو لہاں سے آتی ہے

میر جمشید شاد راہ

۱۰ اکتوبر ۱۹۰۸

Sayed Mohammed Arif

B. A. (Honours) LL. B.
ADVOCATE (High Court)

Kashana -E- Syed Housing Society
S. M. ARIF ROAD
SANGHAR (Sind)

Ex. President of District Bar Association Sanghar
Ex. Municipal Councillor and Justice of Peace
Member of Hospital Management Board For Civil
Hospital Sanghar.
Member of Managing Committee And Life
Member of Sind Provincial Red Crescent Society

Dated _____

حضرت پیر گل حسن شاہ صاحب (مرحوم) کے بارے میں چند تاثرات

حضرت پیر گل حسن شاہ صاحب سے میری ملاقات ۲۲ اگست ۱۹۸۵ء میں (میرپور) میں
حضرت حضرت سلطان اولیاء کے موقع پر میرپور میں خٹابہ کی رہائش گاہ
ہوئی۔ اس پہلی ملاقات میں میں نے یہ محسوس کیا کہ میں
کے دل میں طبع شجاعت سے ہم طرح ہوں جو کہ نہ صرف طبع
دانشور ہے۔ جانبدارہ انسان ہے بلکہ روحانی امتیازات سے بھی
درد پر فائز ہے۔ میرے حضرت پیر گل حسن شاہ صاحب کی یادداشت
پر جب غور کیا تو یقیناً اس علم کے انسان کی آہی یا راست
صدف کسی آمد شخص میں نہیں دیکھی۔ وہ نہایت شائستہ اور
پروفاہ انداز میں گفتگو فرماتے تھے جس کا دل پر شکر اثر مرتب
دوسری ملاقات کواری شکر میں انکی
پر ہوئی جہاں ایک چھوٹا مطلب تھا۔ پیر صاحب نے حکمت و علم

Sayed Mohammed Arif

B. A. (Honours) LL. B.
ADVOCATE (High Court)

Kashana -E- Syed Housing Soci
S. M. ARIF ROAD
SANGHAR (Sind)

Ex. President of District Bar Association Sanghar
Ex. Municipal Councillor and Justice of Peace
Member of Hospital Management Board For Civil
Hospital Sanghar.
Member of Managing Committee And Life
Member of Sind Provincial Red Crescent Society

Dated _____

میں کو آپ ملنے کا حق حاصل ہے۔ ہوائی اور ہوائی سروسز
کا علاج دردیات کر کے (شناخت کی آپ بہت بڑی خدمت انجام دی ہے
میں نے خود اپنے بھائی (اسلم بھائی) کا جنرادی کا علاج سیر میں
ریکارڈ میں دوا سے کرادیا اور خاطر خواہ فائدہ ہوا ہے
حضرت سید محمد حسن شاہ (شہادت) کا حال یہ تھا کہ
آپ نے آپ کو ملنے کے بعد دوسرے مرتبہ ملنے کی تمنا دل میں کر (جو جانی
تھی۔ وہ شناخت حلیم الطبع اور دردمند انسان تھے۔ صرف ملنے والوں ہی
کو جس کے غیر مسلموں کو بھی میں نے آپ کی دات سے متاثر کیا
اور ڈاکٹر کے ہاتھ سے جو گتھو ہوگا اس سے یہ بھی بہت جلد بہت سیر
نے ڈاکٹر کی سہولت و خود ڈاکٹر کی لکڑیوں سے علاج ہوئی تھی وہ بھی
ان کے علاج سے شفا پائی۔ ان کی مرضی کو گوشہ رحمت سے حلیم علیہ السلام
(آپ نے)۔ یہاں سیر میں گتھو سے یہ بھی اندازہ ہے کہ ان کی مرضی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

PHONE No. 0225 - 366

Sayed Mohammed Arif

B. A. (Honours) LL. B
ADVOCATE (High Court)

Kashana -E- Syed Housing Society
S. M. ARIF ROAD
SANGHAR (Sind)

- x. President of District Bar Association Sanghar
- x. Municipal Councillor and Justice of Peace
- Member of Hospital Management Board For Civil Hospital Sanghar.
- Member of Managing Committee And Life
- Member of Sind Provincial Red Crescent Society

Dated _____

رشتہ دلدوں سے بہت ذہنی اور حساسی (ذہنی نہیں حساس)
وہ میرے دکھ کا ساتھ بنا رہا ہے اور ذہنی کا بہت ہی تجربہ ہے
نہاؤندہ قدمیں اُن پر آئی رحمتیں نازل فرمے۔

M. MURTAZA HUSAIN,
Homoeopathic Physician;
Regd. No. 121



Clinic:
B. S. 15/3, Karimabad;
Federal 'B' Area,
KARACHI-3803.

۹-۸-۸۴

آج سے تقریباً چار سال قبل اپنے اہل عزیز ترین
دوست جنھیں میں ریح عباسی سے بھی زیادہ عزیز پایا ان
کے ہمراہ جناب قلیہ خواجہ گل حسن صاحب مدنی مرحوم سے ملنے
کا شرف حاصل کیا۔ ان کی شخصیت میں حسن و
عزیمت (بانی) وہ تو ظاہر من الشہدین تھا لندن میں
بات کرنے سے متاثر کیا وہ یہ محسوس کیا کہ ان سے قبل میں
بہر صحابا سے ملنے کا موقع ملا وہ ان کے اثرات
کو دلوں سے لہرائے وغیرہ کہتے ہوئے ہی دلوں پہ
پہرے قائم ہو اس لیے کہ اس شخصیت میں
آئندہ دنیا مبارک ہے لوگوں کو فتنہ حاصل کرنے
ہوئے دلوں اور ذہنوں میں نیک روح یعنی جو دلوں میں
کوچھ لپکنے کی بجائے نیکتیں و ناکسوں کو کھینچنے کی
صورتوں میں دیکھے دیکھتا رہے۔ تہہ خدایا
خادم ناچیز کے تھے ارشاد ہی کہ عقیدت مند بننے کے لیے

M. MURTAZA HUSAIN,
Homoeopathic Physician;
Regd. No. 1218.

Clinic:
B. S. 15/3, Karimabad;
Federal 'B' Area,
KARACHI-3803.

(2)
کافی ثابت ہوا ہے کہ حرارت بزرگ و بہتر قلم و غیر
انے جو ارجحیت سے جلا دے اور حسیوں طرف سے وہ خواجہ التنازل
پر لوینا فنض فرماتے رہتے رہے اللہ تعالیٰ انہیں اس
نہیے زیادہ ایسا فنض و کرم تا وقت تک کرتا رہے
آمین علیٰ سبکین

روحانی علوم کے علاوہ میرا مشاہدہ کمال و علم میرے
دنیاوی علوم میں تک کہ علیٰ طب میری عام و خوب
سے بہت زیادہ دسترس الہیہ ہے۔ اور ان ہی
باول کے مجمع اور کئی زیادہ مسائل اور وہ کہہ کر دیا تھا

ماجد احمد
محمد نوری گلشن
9.8.84



”مون کی جیو ما تانہ...“

مارچ ۱۹۸۰ء جو نرمانو آئی، جدمن عن سجنن جي صلاح سان اسان هڪ ادبي ۽ ثقافتي انجمن جو بنياد رکيو. جنهن جو بنيادي مقصد سنڌ جي تمدن ۽ ثقافتي سرگرمين کي عام ڪرڻ هو. ان زماني جي پهرئين تقريب لاءِ اسان سنڌ جي شهرين ۽ محروف شخصيتن سان رابطو قائم ڪيو. جيئن اڪبر جي رهنمائي ۾، اسان ان سلسلي کي آڻي وڌائين ڪيترن ئي پيرسائين مرحوم گل حسن صاحب صديقي نقشبدي سان، جنهني پهرئين ملاقات انهيءَ سان ئي ٿي.

لنڌري شريف جي خانزادي سان سنهنجي دلچسپي، اڳيائي وقت کان، محض علي ياد جي لحاظ سان هئي. حضرت شاه عبداللطيف ڀٽائي جي ڪلام ۽ سوانح سان ٿوري شناسائي جي حوالي سان هن سلطان الاولياءَ خواجہ محمد الزمان قدس سره جي مٿي ۽ شانزده نعيار جو مله جو ۱۹۸۰ء سنڌن درگاه شريف سان ايڏي محاسن وابستگي نه هئي، پر نه ئي هن خاندان جي مٿي ۽ تاريخي پس منظر جي ڄاڻ هئي. اها سنهنجي خوش نصيبي آئي جو سنهنجي ذاتي خواهش تي، سنڌ جي من مظهر المرتبه خاندان جي مٿي، ادبي ۽ اعلیٰ طريقي سان واقفيت ٿي.

پيرسائين مرحوم سان، پهرئين ملاقات لاءِ، سنڌن مظهر پنهنجي قيادن ڪيو، خلاف توقع فوراً ملڻ لاءِ وقت مليو، مقرر وقت تي، آءٌ پير صاحب جن جي بگهارڊن واري پنهنجي قيادت ۾، سنڌن رهائش گاه ڏسڻ سان موٽي سنڌن باري ۾ هڪ مفرد احساس ثبوت هڪ پير طريقي، جنهن کين سرپرست ۽ خادم بنا، تنهن جي ذاتي رهائش گاه ايڏي سادي - اها سنهنجي پهرئين حيرت هئي، ان بعد فوراً اسان کي پير صاحب جي خدمت ۾ پيش ڪيو ويو، جيڪي ڌنل وقت موجب، ملاقاتين جي ڪري به، انزواءَ سهيڙائي منظر مليا، پاڻ نهايت فنده پيشان سان اسان جي آڇان هئي، موٽي احساس ثبوت مان ڪنهن روايتي پير صاحب جي خدمت ۾ ناميان، پاڻ سنڌي به اسان سان خوش وغيره محبت هئي، ۽ چند گهرين لاءِ ماڻ ٿي ويا، موٽي ايئن لڳو جهڙو ڪين هڪن شيءِ جو انتظار رهي، پر ٿيو به ايئن، چند گهرين ۾ هڪ خادم، چاهي، ڪيو، بسڪيت ۽ گھل ميوو کڻي آيو. پاڻ پنهنجن ڪنن سان چاهي نامي ڏني، ۽ بعد ڪجهه ڏنا، اڪثر ڪالمن سان نارغ ٿيڻ کان پوءِ، پاڻ هڪ چاندي جو سڪه ڏيئي مان ٿوئا ۽ سو پارون ڪري ڏيئون.

انهيءَ بعد نهايت نفيس ۽ شاندار شي انداز سان فرمايائون، ”بابا، پنهنجي واقفيت ڪرايو.“ مون پنهنجو نالو عرف ڪيو فوراً چيائون ”مرزا قليچ بيگ وارن مان آسيو.“ عرض ڪيو ”نه سنهنجا ساڻين، ان خاندان سان فقط تيار هجي اهي.“ فرمايائون ”مرزا قليچ بيگ سنڌ جي ادب جي وڏي خدمت هئي اهي، مون سندس بي شمار ڪتاب پڙهيا آهن، ۽ اڪثر سوچيندو آهيان ته ايڏي مصروف ماڻهو آخر ڪيئن ايترا ڪتاب لکيا آهن.“ مون عرض ڪيو ته اسان به انجمن قائم ڪئي اهي، ان لاءِ اوهان جي سرپرستي جي خواهش اهي، چند گهرين لاءِ پاڻ سوچڻ لڳا، آخر ڪار فرمايائون ”بابا! اسان دنيا جي ڪمن ڪاري سان تمام گھڻو تعلق رکيو اهي، ظاهره ۽ نهائين ۽ شوق جو اسان کي شوق ناهي، باقي توھان جي مدد ڪري سگهجي ٿي، جيڪڏهن توهان جا مقصد اسان جي سٺو ملڪ موندو.“ مون انجمن جي انفرادي مقاصد لاءِ کان ڪين واقف ڪيو، جنهن تي فرمايائون، ”توهان ان سلسلي ۾ تمام مددگار ٿي سگهجو، چاهان ته اسان جي تخليق جي رهنمائي ڪريو، آءٌ کيس چئي ڇڏيندس،“ ۽ پنهنجي خاص خادم حاجي شفيق کي مدد ڏيئي فرمايو ته ”تمام تمام صاحب کي اطلاع ڪري ڇڏو، جيئن هيءَ ماڻھو سولائيءَ سان ملي سگهي.“

ان لفظ کان يا ڳالهه جو هڪ ڀاڱو جيڪو پورو اعتماد هٿيارون ، اهو به سڌائين لاءِ هٿيارون ، جيڪي نفيس
 انهن تي ڪيل سندن ڳالهين جون سڃاڻ پري ، يا انهن کي پاڻ ۾ ڀاڙ ڀڙو ڏيکڻ ۽ نظر ڏيکڻ وارو - اچائي
 اڄوڪي دنيا جي شعوت کان پري رهندڙن وارا نساڻا ڪو وقت آيو ته سندن سوانح ۾ شخصيت تي تفصيل
 سان ضرور لکيو ، ڇاڪاڻ ته تاريخ ۾ انهن جون شخصيتون تمام ڳالهيون ٿوريون به ڏيکينديون آهن ، جيڪي دنيا
 جي سڀني شين تي قدرت رکڻ جي باوجود انهن کان پري هئا آهن . سڃاڻي ۽ سڃاڻي ۽ سڃاڻي ۽ سڃاڻي ۽ سڃاڻي ۽ سڃاڻي
 آهن ، پر هنن کي سڃاڻڻ لاءِ ڏيکاريندا آهن . سڃاڻڻ پير هڪ سندن مه يقيني نقشبتي ۽ سڃاڻڻ سڃاڻڻ جي
 صفتي اسٽريٽ اوچان سان پري معنيٰ ، پر هڪ سڃاڻڻ جي قدر جي روشني ۾ انهن اصل انسان وري
 لپندا ، ڇاڪاڻ ته انهي شخصيتون پنهنجي ذات لاءِ گهٽ ، پس لاءِ مشعل لاءِ همونديون آهن . انهن جي
 مطالعي روشني ، هنن کي آڻي دني وڃڻ جيڪا لاءِ هموندي ، سندن وصال سنڌ جي سماج ۾
 هڪ اهڙو ساڳو آهي جو آڻي هنن جون ته هڪ دور پنهنجي انت تي پهتو ، پر انهن اصل انسان جو هڪ
 هن دنيا ۾ بهي هنن لاءِ ته انهن جي جاءِ تي پر هنن ناممڪن آهي .

نه سي ووڻ وڻن ۾ نه سي هائياريون ،
 پيو بازاريون ، هيئنڙو سون لوڻ سڀئي .

پنهنجي طرفان.....

ناجيه شاگرد تنظيم "نشأت جي چيائيءَ جي سلسليءَ جو ڪتاب

نمبر پنجون توھان جي هٿن ۾ آھي۔

اسان مھربان پڙھندڙن سان گذريل سال واعدو

ڪيو هو ته ايندڙ سال پڙه ڪتاب پير بادشاه جلد پيوشايع ڪنداسين

مالڪ جالڪه شڪر جو اسان جي امنگن کي عمليءَ جا موز مليل ويا۔

اللھ تعاليٰ عزوجل ۾ اميد آھي ته اڳتي پڙه ڪتاب پير بادشاه

جا مختلف جلد شايع ڪرائيندا رھندا سين۔ انشاء اللھ تعاليٰ۔

اسان ڪوشش ڪري ڪتاب پاڪ ۾ ناياب فونو مبارڪ ۽ حصي

قبل پير بادشاه جون جي ذاتي تحريرن جا عڪس پيش ڪري

ڪتاب جي اهميت ۾ واڌارو آندو آھي ۽ ڪتاب کي مستند بنايو

آھي۔

اسان انھن مھربان صاحبن جا بيجد شڪر ڪندا رھيون

جن پنهنجو قيمتي وقت ڪري اسان کي پير بادشاه جون پنهنجا

تاثرات ڏنا۔

اسانہ جماعتہ جیہ انہنہ بزگرنہ جاپٹہ بیجد ممنونہ آھیونہ

جنہ اسانہ کیہ پیر بادشاہ بابتہ مضمونہ دنائہ اسانہ کیہ اھوسلسلو اکتیہ

ھلائٹہ ۾ ادبیہ مدد کٹیہ جنہ بہ دوستنہ کتابہ جیہ ترتیبہ

چپائیہ۔ پروفنگہ۔ فلیمنگہ وغیرہ ۾ اسانہ جیہ مدد کٹیہ۔

انہنہ سینہیہ سچٹنہ جاشکرگزار آھیونہ ۽ دعاگو آھیونہ تہ مالک

سائینہ انہنہ ئیہ پنہنجیہ ۾ جیہ بارشہ وسائیہ۔ انہنہ مددگار

دوستنہ جیہ لستہ وڈیہ آھویہ۔ کھڑنہ جانا لکریہ کھڑنہ

جالکونہ۔

اسانہ سینہیہ سچٹنہ ۾ امید تارکونہ تہ مستقبلہ ۾ پٹہ

اسانکیہ پنہنجیہ نیک مشورنہ سانہ نوازیند امرہندا تہ جیائنہ

کتابیہ سلسلہ ۾ وڈیک اھمیتہ پیدائشیہ۔

مرتب

گزارش

اسات ایندتر سال یعنی ۲۷ ذی قعد مبارک ۱۴۰۵ھ پر
پٹ کتاب پاک "پربادشاہ جلدنیوںے چاپٹ جواراد و
رکون تاجنمن لاء سپنی سچٹن کی اپیل تا کریون
تہ اسات کی مہربانی کری پنہنجون لکٹیون
جھڑوک۔ مضمون۔ مقالا۔ شعر۔ تاثرات وغیرہ
موکلین تہ جین ہی سلسلو مستقل ہندورہی
مواد موکلر لاء دس۔

نشر اشاعت کمیٹی "نشات"
معرفت درگاہ شریف حضرت قاضی احمد
قاضی احمد و ایسا کرنڈ نوابشاہ۔

ناچيه شاگرد تنظيم جماعت لوارِي شريف جو منشور

(۱) هي تنظيم وصيت پاڪ مطابق حضرت قبله پير فيض محمد نقشبندي جن کي درگاه عاليه لوارِي شريف جواڻون سجاده نشين تسليم ڪري ٿي۔

(۲) هي تنظيم درگاه لوارِي شريف جي سجاده نشين جي ذمہ مذهب تعليمات مطابق عمل ڪرڻ جي ڪوشش ڪندي۔

(۳) هي تنظيم جماعت ۾ خاص طرح سان شاگردن ۾ هر طريقه پاڪ جي پرچار ڪرڻ چاهي ٿي۔ ان لاءِ ڪتاب پاڪ ڇپرائڻ، جلسا ڪرائڻ ادبي گڏجاڻيون ڪرائڻ، مذهب ليڪچر ڪرائڻ، طريقن چٽا پيڻي ڪرائڻ ليبريٽيون قائم ڪرڻ وغيره وغيره)

(۴) هي تنظيم جماعت لوارِي شريف جي شاگردن جي تعليمي سڌارن ۾ ڪوشش وٺندي۔

(۵) هي تنظيم منيچنگ ڪاميٽي جماعت لوارِي شريف جي جماعت ۾ پروي ڪوٺي پيڻي ڪم ۾ پڙيو مدد ڪندي۔

(۶) هي تنظيم ملڪ ۾ موجود هر خيال و حاني، مذهبي تنظيمن سان رابطو ڪندي

(۷) هي تنظيم غير سياسي آهي۔ جيڪا فقط مذهب ۽ سماج جي سطح تي ڪم ڪرڻ چاهي ٿي۔





HUMANITIES
HUMANITIES

693

